SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Monday, June 08, 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 5.00 p.m. in the evening with Mr. Chairman (Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعوُذُبِااللّٰہِ منَ الشّیطٰن الرجّیم

بِسمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ومن الناس من يقول اٰمنا باللہ و باليوم الاٰخر وما هم بمومنينO يخٰدعون اللہ والذين اٰمنوا وما يخدعون الا انفسہم و ما يشعرون O فى قلوبہم مرض فزا دهم اللہ مرضا ولہم عذاب اليم بما كانوا يكذبونO واذا قيل لہم لا تفسدوا فى الارض قالوآ انما نحن مصلحونO الا انہم هم المفسدون ولٰكن لا يشعرونO

ترجمہ۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں۔ دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا، اور جو جھوٹ وہ بولتے ہیں اس کی پاداش میں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔ جب کبھی ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو، تو انھوں نے یہی کہا کہ 'ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں' ۔۔۔ خبردار، حقیقت میں یہی لوگ مفسد ہیں مگر انہیں شعور نہیں ہے۔

سورۃ البقرۃ، آیات ۸ تا ۱۱

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Leave applications.

Leave of Absence

جناب چیئرمین: حاجی غلام علی نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 5 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب طارق عظیم خان صاحب گزشتہ 53rd اجلاس کے دوران مورخہ 27 اور 29 اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد ہمایوں خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 5 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا محمد صالح شاہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 تا 10 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر محمد علی رند صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 تا 10 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: انجینیئر رشید احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 8 تا 12 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 5 تا 13 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حمید اللہ جان آفریدی، وزیر برائے ماحولیات نے اطلاع دی ہے کہ وہ گوادر کے سرکاری دورے پر ہیں۔ اس لئے مورخہ 9 تا 11 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

اب Adjournment Motion ہے پروفیسر خورشید احمد صاحب، پروفیسر محمد ابراہیم خان صاحب اور مسماۃ عافیہ ضیاء صاحبہ کا۔ آپ کیا کہتے ہیں اس کو پہلے لیجیے۔ Please, read the Adjournment motion.

Adjournment Motion: Provocative Statements by US Leadership

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to move the following Adjournment Motion. The US leadership has unleashed highly provocative and interventionist statements during the last three days. The civil government has been targeted and even denigrated. They have also played up the armed forces and played down the civil government. The US President has also pontificated as to what threat Pakistan faces. All these provocations and interventions are onslaughts on our sovereignty and nascent democracy. These are matters of urgent national importance and we seek the leave of the House to move that the normal business of the House be suspended to discuss these statements.

جناب چیئرمین! میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنی بات کہنا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے یہ قومی مسئلہ ہے اور پاکستان کی آزادی اور پاکستان کی عزت اور وقار کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے اور اس وقت irrespective of who is in power or who is not. پورا مغربی میڈیا اور خاص طور پر امریکہ کی قیادت اور so called Think Tanks. تین چیزوں پر ہمیں ہدف بنا رہے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ سول گورنمنٹ ناکام ہے۔ خدا نخواستہ پاکستان کوئی failed State ہے۔ نہ یہ اپنے معاملات ٹھیک کر سکتی ہے اور نہ سروسز فراہم کر سکتی ہے اور نہ دفاع کر سکتی ہے اور نہ ایٹمی اثاثوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔

دوسرا، جو ایک بہت ہی clever, sophisticated لیکن نہایت sensitive طور پر کہا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ فوج کو دکھایا جا رہا ہے کہ فوج اور اس کی قیادت تو بہت چوکس ہے لیکن سول گورنمنٹ ناکام ہے۔ دوسرے الفاظ میں ایک scenario یہ بنایا جا رہا ہے کہ فوج کا کردار بہتر ہے اور وہ نجات دہندہ ہے اور اس context میں آپ کو یاد دلاؤں کہ Time Magazine نے جو دنیا کے سو اہم شخصیات کی تصویر کشی کی ہے ان میں political leaders 20 ہیں اور لطف یہ ہے کہ ان political leaders میں اوباما صاحب نمبر 20 پر ہیں اور جنرل کیانی کا نمبر ان سے اوپر ہے یعنی نمبر 19۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ جی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan (Minister for Parliamentary Affairs): First this needs to be admitted or rejected and then of course the debate can take place. Other than the brief statement which the honourable Member has read.

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب موجود نہیں ہے۔ آپ دیکھیں گے اس کو۔

Do you oppose the Adjournment motion?

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: وہ پہلے ختم کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دوسری جو بہت ہی خطرناک چیز ہے وہ یہ ہے کہ ہماری جو تاریخ ہے فوجی حکمرانوں کی خاص طور پر مشرف کی جو background ہے

اس context میں آرمی چیف کو weight دینا اور سول گورنمنٹ کو denigrate کرنا ایک خطرے کی گھنٹی ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ گویا ملک کو اصل خطرہ بھارت سے نہیں ہے۔ ہم پر یہ بات مسلط کی جا رہی ہے کہ اپنے دوست اور دشمن کا تعین ہم نہ کریں بلکہ امریکہ ہمیں بتائے۔ یہ خطرناک ہے اور شرمناک بھی۔ ہمارے thread perception تک کو اختلافی بنایا جا رہا ہے اور یہ ہماری sovereignty پر حملہ ہے اور اس میں ہماری قیادت کو degrade کیا جا رہا ہے۔ تو یہ ایک ایسا ایشو ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ across the party line اس پر گفتگو ہونی چاہیے اور پاکستان کی پارلیمنٹ کو اور پاکستان کی قیادت کو ایک firm stand لے کر امریکہ اور اس کے حواریوں سے کہہ دینا چاہیے کہ ہم بہتر جانتے ہیں کہ ہماری ضروریات کیا ہیں اور ہمارے خطرات کیا ہیں؟ ہمیں اس سلسلہ میں امریکہ کے مشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب سے رائے لیتے ہیں۔

Minister sahib, do you oppose the Adjournment motion?

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: No, if the honourable Member wants to discuss any statement made with the reference of this present democratic regime in the country, I will not support. What I am saying is there are two things: one is that, taking whatever he has said in some part of the world, by the foreign media, in particular.

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو gospel truth نہیں سمجھنا چاہیے۔ جو فارن میڈیا پاکستان کی جمہوری حکومت کے بارے میں خبریں دیتا ہے۔ اس کو reproduce کرکے، magnify کرکے اور highlight کرکے، میں نہیں سمجھتا کہ ہم کوئی ایک اچھی روایت قائم کرتے ہیں کیونکہ یہ وہی فارن میڈیا ہے جب عراق کے اوپر invasion ہونے والی تھی تو اس کے خیال میں یوں پتا لگتا تھا کہ سارے کے سارے weapons of mass destruction وہاں کے اس وقت کے صدر کی میز کے نیچے پڑے ہوئے ہیں۔ eventually it proved the other way round اور بالکل وہ ایک بے بنیاد بات نکلی۔ میں صرف آپ کو ایک مثال "یک دانہ از دیگ" پیش کر رہا ہوں۔ تفصیلی بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پاکستان کی موجودہ جمہوری حکومت کی، میں صرف دو باتیں کروں گا then

I will give the consent کہ اس پر ضرور بحث کر لیں۔ جو موجودہ جمہوری حکومت ہے اس نے پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں، جب سے یہ 9/11 کے بعد یہ جنگ شروع ہوئی، پاکستان کے نقطہ نظر سے ساری دنیا کو convince کیا ہے کہ اس ساری صورتحال کو پاکستان کی آنکھ سے دیکھا جائے اور اس وقت بھی جو جنگ ہمارے دروازے کے اندر سے دھکیل کر ہمارے آنگن میں پھینکی گئی ہے اس کو deal کرنے کے لئے بھی پاکستان کے نقطہ نظر سے، ساری دنیا میں acceptability کی ایک فضا پہلی دفعہ پیدا ہوئی۔ پوری قوم اس سلسلے میں متحد ہے جس کا ثبوت Resolutions بھی ہیں اور جس کا ثبوت All Parties Conference کی unanimous Resolution بھی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ مسئلہ لائے ہیں تو I will not oppose it. اس پر ضرور آپ بحث کیجیے لیکن ایک بات جو مجھے کہنی چاہیے تھی وہ یہ ہے کہ ہمیں پاکستان کی جمہوریت کے بارے میں کی جانی والی ہر بات کو مغربی میڈیا کے حوالے سے authenticated نہیں سمجھنا چاہیے۔ Thank you.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: وزیر صاحب نے اس کو oppose نہیں کیا ہے بلکہ اسے accept کیا ہے۔ اس کے اوپر ہم سب پھر بات کر سکیں گے۔ اب اس کو منظور کرکے اس پر بحث کے لئے وقت رکھا جائے۔ میں صرف ایک وضاحت کر دوں کہ میری بات کا انحصار محض مغربی میڈیا پر نہیں ہے بلکہ اس میں اوباما صاحب کی پریس کانفرنس، اس میں سرکاری نمائندوں کی کانگریس کی کمیٹی کے سامنے evidence اور Think Tanks کی رپورٹیں شامل ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میڈیا کا کھیل کیا ہے اور پالیسی ساز ادارے یا پھر جو پالیسی کو متاثر کرنے والے ادارے ہیں، وہ کیا کھیل کھیل رہے ہیں؟ اس لئے میں وزیر موصوف کا ممنون ہوں یہ کہ انہوں نے مخالفت نہیں کی اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے منظور کر لیں تاکہ اس پر مکمل بحث ہو سکے۔

جناب چیئرمین: چونکہ منسٹر صاحب نے oppose نہیں کیا۔ The motion is in order and the leave to move the motion is granted. اس کو بحث کے لئے ہم time fix کر دیں گے۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: اس پر discussion کے لئے وقت رکھا جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Next day fix کر دیا جائے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب commenced motion پر آجاتے ہیں۔ چلیں، حاجی صاحب کا point of order لے لیں۔ سب کا باری باری لے لیتے ہیں۔ ایسا کریں کیونکہ یہ decide نہیں ہوا تھا کہ how many points of order would be there کیونکہ commenced motion پر بھی بحث ہونی ہے۔ تو جتنے کم ہوں اتنا اچھا ہے ورنہ time کافی اس میں نکل جائے گا۔ حاجی عدیل صاحب آپ شروع کیجیے۔

Points of Order:

Expulsion of Pakhtun student from Jamshoro University

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! گزشتہ روز جب جمعے والے دن سیشن تھا تو اس دن میرے ساتھی جناب زاہد خان نے بھی ذکر کیا تھا کہ جامشورو یونیورسٹی میں پختون طلبہ کے ساتھ زیادتی کی جارہی ہے، ان کو نکالا جارہا ہے، ان کو ہسپتالوں سے نکالا جارہا ہے اور کمال تو یہ ہے کہ کل ان کا امتحان تھا اور ان کو paper دینے بھی نہیں دیا گیا اور شاید یہاں یقین دلایا گیا تھا کہ اس مسئلے پر بتایا جائے گا کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو کیا حکومت کی طرف سے یہ بتایا جائے گا کہ جامشورو یونیورسٹی میں کیا ہو رہا ہے۔ آخر پختونوں کے ساتھ سندھ میں کیوں لسانی جھگڑا پیدا کیا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ کا point حاجی صاحب نے لے لیا ہے۔ Let the Leader of the House explain the situation now. ٹھیک ہے کہ آپ نے start کیا تھا مگر آپ کے پارلیمانی لیڈر نے اس کو اٹھا لیا ہے so, let the Leader of the House explain the situation, کہ انہوں نے کیا discussions کیے ہیں یونیورسٹی کے ساتھ یا آپ لوگوں کے ساتھ۔ So, the House should know about it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari (Leader of the House): Thank you Mr. Chairman.

گزارش یہ ہے کہ سینیٹر زاہد خان نے اس issue پر جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ اس سے قبل بھی مجھے ملے تھے اور مجھ سے بات ہوئی تھی۔ اس issue پر میری Chief Minister صاحب سندھ سے بات ہوئی تھی۔ Even I had a discussion with the

Vice Chancellor of Jamshoro University, Sindh also. Sindh Government has taken notice of this and the Chief Minister assured the security and safety of the students over there.

Secondly, a meeting of the Vice Chancellor was held in Sindh University and it was resolved over there that the students belonging to Bonair, Swat and Dir are exempted from the fee and that amount comes to round about, eleven lac rupees. Similarly, a separate hostel has been allocated for these students and they have been provided the security over there.

Similarly, there was a meeting of their representatives with the Vice Chancellor of Jamshoro University, Sindh on 3rd of June and certain things were resolved over there. The main request was this that students who could not appear in the exams, they should be given an opportunity to appear in the examination. The member who represented ANP was Haji Asmatullah Khan Mahsood, he is a Senior Vice President of ANP, Sindh. The Vice Chancellor has sent this request to the Academic Council of Sindh to give an opportunity to these students for special examination now and the date would also be fixed by the Academic Council.

I had a discussion with the Vice Chancellor also. If the ANP wants to have a second meeting with the Vice Chancellor, if they want to nominate somebody to have a meeting with the Vice Chancellor, he would welcome that committee. They could sort out things over there. Security and safety has been ensured over there and a separate hostel has been provided to them. In case, if they are not satisfied after having a meeting with the Vice Chancellor, then the issue can be taken up over here. But still I would request the honourable members to constitute a committee and send it to the Vice Chancellor. They can have a discussion over there and

ultimately they can come to some conclusion. In case they are not satisfied then it will be taken over here. Thank you.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے زاہد صاحب جواب آگیا ہے، اب آپ ایک committee constitute کر لیں۔ حاجی صاحب یا آپ بات کیجیے یا زاہد صاحب بات کریں۔ ایک منٹ زاہد صاحب آپ ذرا انتظار کریں۔ ابھی Leader of the House نے کہا ہے کہ committee constitute کر لیں، اس پر discussion ہو جائے گی، پھر اس کے بعد report آجائے گی۔

سینیٹر محمد زاہد خان: سن لیا ہے جناب۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ report اس دن بھی Leader of the House نے پیش کی تھی۔ میری آج بھی ANP Sindh President سے بات ہوئی ہے۔ ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا اور جو Vice Chancellor کی بات کر رہے ہیں، ایک تو انہوں نے fee کی بات کی ہے تو وہ تو مرکزی حکومت نے پورے پاکستان میں معافی کا اعلان کیا ہے۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے لیکن جہاں تک لڑکوں کے تحفظ کی بات ہے، جہاں تک لڑکوں کے امتحان کی بات ہے تو جب لڑکے Vice Chancellor کے پاس گئے تو وہ کہتے ہیں میرے پاس کوئی اختیار نہیں ہے، میں کچھ نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ جو بات ہے کہ یہ Vice Chancellor کر دے گا یا Vice Chancellor سے meeting کریں تو یہ تو اس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ایک تو ہمیں date چاہیے کہ کس date کو ان 150 لڑکوں کا exam لیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو جو protection دے رہے ہیں وہ کس capacity میں دے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب پولیس آئی تھی تو پولیس والے آگے بھاگ رہے تھے اور لڑکے پیچھے۔ اگر ایسی صورتحال ہے تو کیسے لڑکے وہاں جائیں گے۔ لڑکے تو ادھر ہیں نہیں، وہ تو گھروں کو بھاگ چکے ہیں۔ ہم Leader of the House کے اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں لہذا میں نے جمعہ کے روز بات کی تھی اور ہم آج واک آؤٹ کرتے ہیں۔ میں ان تمام لوگوں سے appeal کرتا ہوں کہ وہ بھی walk out کریں اور خصوصاً پختونوں کو چاہیے کہ وہ walk out کریں کیونکہ وہ صرف مالاکنڈ ڈویژن کے نہیں ہیں، ان میں ہزارہ کے بھی student ہیں، ان میں صوابی کے بھی student ہیں، ان میں نوشہرہ کے بھی students ہیں، اس لیے سارے پختونوں کو چاہیے کہ اس پر واک آؤٹ کریں کیونکہ یہ بہت زیادتی اور ناانصافی ہے جو ہمارے ساتھ ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ مندوخیل صاحب۔ میں ذرا زاہد صاحب کا جواب دے دوں پھر آپ فرمائیے گا۔ نیر بخاری صاحب آپ ذرا ان کے ساتھ، زاہد صاحب کے ساتھ اور حاجی عدیل صاحب کے ساتھ، مندوخیل صاحب کا بھی point of view ہے اور پروفیسر خورشید صاحب کا بھی اس سلسلے میں ایک point of view ہے، آپ ان سے آج ایک meeting کر لیں after the House or early in the morning tomorrow. Please satisfy them and if they are not satisfied تو جو concerned administration ہے ان کو کہیں کہ students کو protect کیا جائے چاہے وہ جماعت اسلامی کے ہوں، چاہے وہ پیپلز پارٹی کے ہوں، چاہے وہ ایم کیو ایم کے ہوں، چاہے وہ پختون خواہ کے ہوں، چاہے وہ اے این پی کے ہوں۔ Protection has to be given by the administration. It is very necessary for the students اور جن بچوں کے امتحان miss ہوئے ہیں ان کو دیکھا جائے کہ ان کو امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی جائے تاکہ ان کا سال ضائع نہ ہو۔ کل تک wait کر لیجیے انشاء اللہ بہتری ہو گی۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اس مسئلے کے سلسلہ میں اے این پی کے بھائیوں کی تائید کرتا ہوں پہلے بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ بلاشبہ جامشورو میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ حق و انصاف کے خلاف ہے اور Internally Displaced Persons کے سلسلے میں جو چیز سندھ کے کچھ خاص عناصر کر رہے ہیں خواہ اس کو کرنے والے Sindhi nationalists ہوں یا MQM ہو یا کوئی بھی ہو، یہ پاکستان کی سالمیت پر ایک ضرب ہے۔ پشتون، پنجابی، بلوچ، مہاجر ہم سب ایک قوم ہیں، ایک ملک ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم مل کر کام کریں اور یہ ظلم نہیں ہونا چاہیے لیکن ساتھ ہی میں آپ کے علم میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ کل کراچی میں گیارہ افراد کو قتل کیا گیا ہے، targeted killing کی گئی ہے، پانچ جون کو کراچی میں پختون سٹوڈنٹس فیڈریشن کے لوگوں نے اسلامی جمعیت طلباء کے دفتر پر حملہ کیا جو گلشن میں ہے، اس میں پانچ زخمی ہوئے اور ایک نوجوان اتنا زخمی ہوا کہ وہ intensive care میں تھا اور آج اطلاع آئی ہے کہ وہ اللہ کو پیارا ہو گیا۔انا للہ و انا الیہ راجعون یہ بڑا ہی خطرناک رجحان ہے۔ قوت کا استعمال جو بھی کرے، وہ سرحد میں ہو یا یہاں ہو یا بلوچستان میں ہو، وہ غلط ہے۔ کراچی میں حکومت کی writ کہاں ہے! دس دن پہلے آپ کو معلوم ہے کہ ایک دن میں چالیس افراد مارے گئے تھے جن میں اکثریت ہمارے پختون بھائیوں کی تھی لیکن

دوسرے لوگ بھی تھے۔ جناب چیئرمین! ہمیں اس معاملے میں مؤثر اقدام کرنے کی ضرورت ہے، انصاف کی ضرورت ہے اور اس میں impartiality کی ضرورت ہے، independent inquiry کیجیے، جو ذمہ دار ہیں اور اگر آپ اصل مجرموں کو نہیں پکڑ پاتے تو یہ حکومت کا failure ہے، یہ کسی اور کا failure نہیں ہے۔ اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ independent inquiry ہو اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے، open trial ہو اور خاص طور پر جمعیت کے جس نوجوان کو شہید کیا گیا ہے میں personally درخواست کروں گا اپنے پختون ساتھیوں سے کہ خدا کے لیے اس راستے کو اختیار نہ کیجیے، جو بھی اسے اختیار کرے گا وہ اس ملک کو نقصان پہنچائے گا اور ملک کے لیے ظلم اور جبر کا نظام ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ قوت کے استعمال کا راستہ اختیار کیا جائے۔ اصل ضرورت یہ ہے کہ اس کا حل سیاسی نکالیے۔ اگر اختلافات ہیں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے، سیاسی اختلافات سیاسی انداز میں حل ہوتے ہیں، وہ بندوق کی گولی سے حل نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! اس مسئلے کے حوالے سے میں زاہد خان صاحب کی اس بات کی حمایت کرتا ہوں۔ ایک تو مجموعی طور پر طالب علموں کے خلاف جو اقدامات ہوتے ہیں ان کے جان و مال کی حفاظت نہیں ہوتی اور پھر خاص ethnic بنیاد پر لوگوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، اس حوالے سے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس کا ایسا فیصلہ ہو جو مجموعی طور پر ملک کے جمہوری اصولوں کے عین مطابق ہو۔ عام لوگوں کے جان و مال کی حفاظت سٹیٹ کی ذمہ داری ہے۔ یہ ان کے fundamental rights میں ہے لیکن اس حوالے سے میں پھر عرض کروں گا کہ ہماری پارٹی واضح طور پر کبھی بھی ایسے اقدام کو initiate نہیں کرے گی۔ ہم یہ درخواست کرتے ہیں ان قوتوں سے جنہوں نے 23 مئی کو اعلان کیا اور کراچی میں ہڑتال کروائی اور ہڑتال میں رات کے بارہ بجے آگ جلا کر لوگوں کو اس میں پھینکا گیا، آپ اس چیز کو دیکھیں کہ کتنے لوگ مارے گئے ہیں اور کیوں مارے گئے ہیں۔ اسی طرح سوات اور بونیر میں بھی لوگ مشکلات میں ہیں اور ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب، آپ کا point of view آگیا ہے۔ اسحاق ڈار صاحب آپ کیا کہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو تجویز دی ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس اور جو چار پانچ ممبر، ان کے ساتھ بیٹھے ہیں وہ سر آنکھوں پر لیکن یہ اتنا serious مسئلہ

ہے۔ ہم fully support کرتے ہیں کہ پاکستان ایک ہے اور ہر کونہ، ہر پاکستانی کے لیے open ہونا چاہیے۔ چاہے وہ IDPs ہوں یا طالب علم ہوں۔ وہاں کے صوبے اور ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری ہے کہ ان کو protection دیں اور ہم مکمل طور پر جو اے این پی نے معاملہ اٹھایا ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ جو پروفیسر خورشید صاحب نے مسئلہ اٹھایا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ پاکستان کا آئین اس چیز کا مکمل constitutional right ہر پاکستانی کو دیتا ہے کہ جہاں چاہے وہاں وہ رہ سکتا ہے، جہاں چاہے وہ معاش کما سکتا ہے، جہاں چاہے تعلیم حاصل کر سکتا ہے، ہر ایک کا پاکستان ہے اور جان و مال کا تحفظ صوبائی حکومت سے لے کر، ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے لے کر فیڈرل گورنمنٹ تک سب کی ذمہ داری ہے۔ جناب میری درخواست ہے کہ جو آپ نے رولنگ دی ہے اس کو تھوڑا سا modify کر لیں کہ یہ جو کمیٹی ہے، یہ کل اس ہاؤس میں مہربانی کر کے brief کرے کہ اس کی findings کیا ہیں اور مشورہ کے ساتھ پروفیسر صاحب کے اس issue کو club کیا جائے اور ہمیں کل سب کو بتایا جائے کہ کیا findings ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ میں نے یہی بات کہی تھی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: نہیں۔ ہمیں بتایا جائے اس وقت کیوں پاکستان غلط direction کی طرف جا رہا ہے اور یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان معاملات کا seriously notice لے۔ پاکستان سب کا ہے، جو ان کا ہے وہ ان کا بھی ہے۔ ہم بڑی تکلیف دہ process سے گزر رہے ہیں خدا کے لیے اس trend کو arrest کریں۔

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کی بات کو سمجھ گیا جماعت اسلامی کے طالب علموں کا جو problem ہے وہ بھی سمجھ گیا ہوں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am on point of privilege.

Mr. Chairman: No, regarding the issue which is being discussed, do you want to discuss that.

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, I have my own point.

جناب چیئرمین: اچھا - پھر ایک منٹ ڈاکٹر بابر اعوان صاحب اس کو wind up کر لیں
پھر اس کے بارے میں بھی بات کرتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: شکریہ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ وفاقی
حکومت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہے اور let me refer the record,
to correct the record اور ریکارڈ یہ ہے کہ جب سندھ کے اندر اس طرح کے بیانات کی ایک
situation پیدا ہوئی تھی تو وزیراعظم پاکستان نے on record to say کہ right and
freedom of movement within the country is an inalienable right of
every citizen of Pakistan. This is No.1. دوسرا اہم فیڈریشن کی سب سے بڑی جماعت
کی حیثیت سے اس بات کے عوام کی طرف سے پابند بھی اور آئین کی طرف سے بھی اور حکومتی بنچوں پر
ہونے کی وجہ سے بھی کہ ہم ensure کریں کہ کسی جگہ سے کوئی discriminatory treatment,
citizen کے ساتھ نہ ہو لیکن اگر کوئی individual incident ہو تو اس پر حکومت کس طرح سے
sensitize ہے right now the House has seen کہ اس کے اوپر ایک preliminary
statement دی گئی اور اس پر اطمینان نہیں تھا اس لیے very fairly the chair has also
said that you satisfied them and you sit with them and you talk
with them and then you resolve the issue اس پر بات ختم ہو جانی چاہیے۔

دوسرا میں آپ کے سامنے point out کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں دیکھ لیں
ایک تو یہ کہ جو point of order ہے اس کا جواب دینا بہت ضروری ہے۔ there are certain
things other than the point of order. اس لیے ضروری یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کا بھی خیال
رکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو پچھلا بزنس تھا suspend کر کے on the last date of the
session of this August House آپ نے ایک discussion رکھی تھی سوات اور
دوسرے ملحقہ علاقوں کے particularly with reference to the IDPs اس کی بھی باری
آنی چاہیے۔ اس لیے جو دوست بات کریں وہ ایک دفعہ بات کریں۔ Let me ensure the
house کہ وفاقی حکومت اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہے اور پاکستان کے اندر پاکستان کے لیے،

پاکستانیوں کے لیے، پاکستان کے پرچم کے لیے اور پاکستان کی law enforcement agencies کے لیے کسی area کو ہم no go area نہیں بننے دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔ اچھا آپ چاہتے ہیں کہ IDPs پر discussion نہ ہو تو جتنے مرضی کر لیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پہلے ہاؤس کا sense لے لیا جائے کہ کیا point of order پر رہنا چاہیے یا IDPs پر discussion کرنا چاہیے۔

(آوازیں)

جناب چیئرمین: دونوں باتیں۔ چلیں ٹھیک ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: رضا ربانی صاحب کے بعد IDPs پر discussion start کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔ ڈار صاحب شاہ صاحب کو سمجھائیں۔ ہمایوں صاحب after last half, within an hour آپ کا point of order لے لیا جائے گا۔ آپ فکر نہ کیجیئے۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman will you be taking up the call attention notice.

Mr. Chairman: Let us see if we will have the time, Mian Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Because mine pertains to privatization of Railways that is an important thing.

Mr. Chairman: Again, Mian sahib let us start with the IDPs issue. We will have the time. We will take it up.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am on point of privilege. I will just take two minutes on that.

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ تیس مارچ کو میں نے ایک privilege motion move کیا تھا اور آپ نے اس کو privileges committee کو refer کر دیا تھا لیکن مجھے افسوس سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ آج صورت حال کچھ ایسی لگ رہی ہے کہ وفاقی کابینہ، پارلیمان اور privileges

committee سب کے سب ہار چکے ہیں اور چند بابو اس ملک پر اپنی حکمرانی اور اپنی من مانی کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! کابینہ نے ایک فیصلہ کیا اور کابینہ کے فیصلے کے تحت صدر مملکت جو آئین کے آرٹیکل ۵۰ کے تحت پارلیمان کا حصہ ہیں۔ انہوں نے ایک آرڈیننس جاری کیا اور اس آرڈیننس میں یہ کہا گیا کہ وہ لوگ جن کو politically victimize کیا گیا اور نوکریوں سے ایک specific period میں نکالا گیا، ان کو واپس بحال کیا جائے گا اور ان کی terms and conditions اس آرڈیننس میں lay down کر دی گئیں۔ جناب چیئرمین! لیکن آج صورتحال ایسی ہے کہ یہ چند بابو جو مشرف دور کی یادگار ہیں، اس آرڈیننس کی دھجیاں اڑا رہے ہیں باوجود اس کے کہ ان کو اس بات کا علم ہے کہ یہ matter privileges committee کے سامنے ہے اور چند دنوں میں آپ privileges committee کی تشکیل کر رہے ہیں۔ لیکن still Mr. Chairman they are not caring for two pins of the parliament and in total defiance of the law. Mr. Chairman the situation as far as Sui Northern Gas is concerned وہاں پر تو وہ total انکار کر رہے ہیں کہ ہم آپ کو واپس نہیں لیں گے چاہے آرڈیننس ہو، چاہے آرڈیننس نہ ہو، ہم آپ کو واپس نوکریوں پر بحال نہیں کریں گے۔ یہ total flouting of the ordinance, of the law of the land ہے کیونکہ آپ کو علم ہے کہ آرڈیننس کا وہی effect ہوتا ہے جو ایک act of parliament کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد سوئی سدرن میں کچھ لوگوں کو لیا گیا۔ ان لوگوں کو نہ posting دی جا رہی ہے، نہ ان کو تنخواہیں دی جا رہی ہیں، نہ ان کو اور کوئی مراعات دی جا رہی ہیں۔ مراعات سے میرا مطلب کہ ان کو جو back benefits ملنے تھے وہ بھی نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ ان کو صرف یہ کہا ہے کہ آپ صبح آئیں، اپنی حاضری لگائیں اور پھر آپ واپس چلے جائیں۔ ان کو تنخواہ تک نہیں دی جا رہی۔

اسی طرح آئی بی نے اپنا ایک نیا نظام مرتب کیا ہے۔ Ordinance کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے آئی بی ان سے غلط affidavit sign کروا رہی ہے to the extent کہ ہم آپ کو جو تنخواہ اس وقت دے رہے ہیں، آپ اس تنخواہ پر آکے کام کریں اور کوئی بھی benefits جو Ordinance کے تحت دیے گئے ہیں آپ ان کو claim نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ پچاس لاکھ روپے کا ان سے bond لیا جا رہا ہے کہ in case آپ یہ نوکری چھوڑ کے جائیں تو آپ کے یہ پیسے forfeit ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین! Where are we going? کیا یہ ملک ان چند بابوؤں کے لیے بنا تھا؟ جن کے آپ perks of privileges اٹھا کر دیکھیں تو وہ شاید ان پوری labour force کی perks & privileges سے زیادہ ہوں گے لیکن آج ایک قانون جو کابینہ نے پاس کیا ہے اس کو اس طرح flout کیا جارہا ہے۔ لہذا میری آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ اس session کے دوران Committee of privileges constitute کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگر اس میں تھوڑی تاخیر ہو گی تو میری آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ یہ ایک بڑا serious matter ہے۔ A few civilian bureaucrats cannot be allowed to flout the law of the land and the decision of the Cabinet in such a manner. لہذا میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اگر کمیٹی کی تشکیل میں دیر ہے تو آپ مہربانی کر کے ہاؤس کی ایک Special Committee constitute کر دیں تاکہ وہ اس matter کو take up کرلے اور یہ جو طریقہ کار انہوں نے اپنایا ہوا ہے، اس کا کوئی سد باب ہو سکے۔ جناب چیئرمین، ورنہ اگر آپ اس session میں کمیٹی بنا رہے ہیں تو I will be satisfied if it is constituted in this session.

Mr. Chairman: Mian Sahib, I don't want to speak about others

مگر پارلیمان نہیں ہاری ہے۔ یہ میں آپ کو اطلاع کر دوں اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی ہفتے کے اندر Privileges Committee بن جائے گی۔ ٹھیک ہے جی، اور یہ matter اس کے اندر آجائے گا۔ اگر کوئی Minister Sahib یا کوئی اور اس کے بارے میں بات کرنا چاہیں تو ان کو اجازت ہے۔ جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔

باقی آپ کو علم ہے کہ پارلیمانی لیڈران کے ساتھ discussions ہو رہی تھیں and they have almost completed the discussion regarding the formation of the committees. اور privileges committee کا role بالکل بہت اہم ہے اور اس کو جلد سے جلد بننا چاہیے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہم اسی ہفتے میں complete کر دیں گے اور session چلتا رہے گا۔ ٹھیک ہے جی؟ جی ڈاکٹر صاحب۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: This point is very well taken and prima-facie this is a breach of privilege which is made out if a cause, the breach is done.

لیکن اس سے پہلے کہ یہ کمیٹی میں جائے یا committee constitute ہو میں صرف ایک information آپ کے سامنے۔۔۔

جناب چیئرمین: کمیٹی میں تو جا چکا ہے ڈاکٹر صاحب۔

Senator Dr. Muhammad Zaheer-ud-Din Babar Awan: No, no, of course, when the committee will sit and then it will go. It has been recommended to the Committee but since there is no committee اس لیے گیا نہیں ہے۔

Now, one thing which I wanted to bring on record is that on the last Wednesday there was a meeting held in the Prime Minister's House which was chaired by the honourable Prime Minister.

اور یہ ministerial committee اس کی implementation کے لیے بنی ہوئی ہے۔ اس میں خورشید احمد شاہ صاحب ہیں، بلور صاحب ہیں، کاکڑ صاحب ہیں اور دوسرے ministers ہیں اور Minister for Information بھی ہیں۔ اس کمیٹی نے جو findings دی ہیں ان میں تین طرح کی باتیں آئی ہیں، جو findings Prime Minister Sahib کو دی گئی ہیں۔ پہلی بات، That a certain number, a number of the people they have been already restored. دوسری بات 'b' number of people have not approached the relevant ministries of the concerned department. اور تیسرا جس کا اظہار کیا گیا ہے جو بالکل درست بات ہے کہ کچھ لوگ اگر اس موڈ میں ہیں کہ وہ جمہوری حکومت کی نبض اور اس کے patience کو چیک کرنا چاہتے ہیں تو جمہوریت ہر جگہ جیتتی ہے۔ جمہوریت پھر جیتے گی اور Prime Minister has already made an order that this recommendation which is given by this ministerial committee which is the highest committee, of course, by virtue of its powers in the executive authority of the country. اس کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد ہوگا اور باقی تو جس طرح بھی یہ procedure چلانا چاہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ Let me assure the House, کہ Cabinet اپنے فیصلے پر عمل درآمد یقیناً کرائے گی۔

Mr. Chairman: Thank you, Dr. Sahib. We may now take up item No. 2, Yes Raza Sahib,

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب، with due respect یہ درست ہے، جناب ایک منٹ لوں گا کیونکہ یہ matter of record ہے اور غریب محنت کشوں کی بات ہے اور اگر federation کا ہاؤس غریب محنت کشوں کے rights کی protection نہیں کر سکتا تو میں سمجھتا ہوں ----

Mr. Chairman: No, no we are protecting the rights,

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب ریکارڈ کی درستگی کی بات ہے کیونکہ فاضل وزیر صاحب نے دو تین باتیں کی ہیں لہذا ریکارڈ کی درستگی بہت لازم ہے۔ کچھ لوگ restore ہوئے ہیں، کچھ لوگ اس طریقے سے restore ہوئے ہیں جیسے میں نے بتایا جیسے سوئی سدرن ہے، ان کو تنخواہیں نہیں مل رہیں۔ ان کو آپ کی posting نہیں مل رہی۔ آئی بی کے اندر کچھ لوگ restore ہوئے ہیں۔ ان سے ایک غلط affidavit contrary to the law لیا جا رہا ہے۔ ان سے پیسوں کا ایک بانڈ بھروایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ ضرور restore ہوئے ہیں۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ کچھ لوگوں نے contact نہیں کیا، ہاں وہ ایک organization ہے جہاں پر انہوں نے contact نہیں کیا اور وہاں پر بھی ایک small amount of people have not got in touch. اور جناب چیئرمین، FBISE میں انہوں نے لوگوں کو رکھا اور پھر ایک مہینے کے بعد ان کو terminate کر دیا۔ جس فاضل کمیٹی کی بات وزیر صاحب نے کی اس کے minutes میرے پاس موجود ہیں۔ ان minutes میں FBISEs کو کہا گیا کہ آپ ان لوگوں کو reinstate کریں۔ وہ آج دن تک reinstate نہیں ہوئے۔

اس کمیٹی کے اندر دیگر جو سفارشات دی گئی ہیں سوئی سدرن اور سوئی ناردرن کے تعلق سے ان بابوؤں نے ابھی تک ان کو implement نہیں کیا۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم یہاں پر بابوؤں کو defend کریں جو ایک حقیقت ہے اس سے writ of the Government is being affected. غریب لوگ تو suffer کر رہے ہیں لیکن

The writ of the Government is being affected. The law is being flouted. So, I am satisfied with what you have said. The moment the committee is constituted we will take it up.

جناب چیئرمین: کائرہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین، ہم بھی بیٹھے ہیں راہوں میں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب، آپ بیٹھیں میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

You have got to be patient, you are a senior lawyer.

جناب قمر الزمان کائرہ (وفاقی وزیر برائے اطلاعات و نشریات): جناب چیئرمین، آپ نے جس کمیٹی کا ذکر کیا ہے وہ کمیٹی یہ ہاؤس اس سے پہلے یقیناً بنا چکا ہے اور یہ business بھی اس کو دیا جا چکا ہے۔ میں صرف ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کو پہلے میاں صاحب head کر رہے تھے جبکہ کچھ عرصے کے لیے ایک توقف آ گیا اور اب خورشید شاہ صاحب اس کمیٹی کو head کر رہے ہیں۔ اس کی meeting ہوئی تھی جس میں petroleum related ministries جس میں کئی corporations ایسی ہیں جس کا میاں صاحب نے بھی ذکر کیا ہے، سوئی سدرن ہے، سوئی ناردرن ہے، OGDCL ہے اور ان کی allied industries ہیں۔ ان سے جن لوگوں کو نکالا گیا تھا ان کی reinstatement کے کچھ issues جس میں سارے Secretaries بھی تھے، Ministers بھی تھے۔ اس کی detailed deliberations ہوئی ہیں اور ہم نے بڑے واضح طور پر ان کو instructions دے دی ہیں۔ سوئی سدرن کے کوئی چار ہزار دو سو یا چار ہزار تین سو کے درمیان ملازمین تھے جن کو نکالا گیا تھا اس وقت جب کمپنی کی total strength کوئی پانچ ہزار کچھ تھی۔ ان کا concern یہ تھا کہ کمپنی کے پاس اس وقت اپنے resources کا پیسہ نہیں ہے کہ ہم ان کی تنخواہیں دے سکیں۔ Finance Department کو اسی وقت direction دی گئی۔ یہ میاں صاحب کا بالکل درست concern ہے کہ ان کو تنخواہیں نہیں دی جا رہیں اور ان کو point of posting بھی نہیں دی گئی۔ اب ان کی absorption ہوئی ہے۔ Total strength کے لیے ان کو کہا گیا ہے کہ ان کی تنخواہوں کے لیے تین سال کا benefit تھا لیکن ایک سال کا benefit immediately دینا ہے تو اس کے لیے Finance کو directions دے دی گئی ہیں۔ اسی مہینے میں Finance ان کا پیسہ release کرے گا اور میں on the floor یہ بات کر رہا ہوں اور ان کی تنخواہیں فوری طور پر ۳۰ جون تک ادا کر دی جائیں گی اور اگلے سال کے لیے ان کی separate summary موجود ہے تاکہ Finance سے گورنمنٹ ان کو پیسے دے کیونکہ کارپوریشن کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ یہ بھی فیصلہ ہوا تھا کہ اگر کسی کارپوریشن کے پاس اپنے resources ہیں تو اپنے resources سے وہ پیسہ clear کرے اور اگر اس

میں adjustment آئی ہے تو Finance definitely intervene کرے گا یہ طے ہو چکا ہے۔ Assets کے لیے جو سوئی سدرن ، سوئی نادرن، OGDC، باقی اداروں کے ساتھ بھی اب next meeting رکھی گئی ہے لیکن میں نے صرف اطلاع کے لیے عرض کیا ہے باقی آپ نے جو پہلے---

جناب چیئرمین: باقی privileges committee کے اندر discuss ہو جائے گا۔شاہ صاحب، ڈار صاحب کہتے ہیں کہ یہ

not to be able to pursue it . Shah Sahib. please carry on.

Postponement of Urs of a Saint (Bari Imam)

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین صاحب آپ کا بہت شکریہ ۔ ایک عوامی اہمیت کے مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا اور بالخصوص اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ جناب چیئرمین! سکیورٹی کا مسئلہ پورے ملک میں سوات سے لے کر کراچی تک ، کراچی سے لے کر لنڈی کوتل تک ، لنڈی کوتل سے لے کر لاہور تک اور اسلام آباد تک ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔جناب چیئرمین گزشتہ روز اتوار کا جو دن گزرا ہے ۔ یہاں پاکستان کے دارالحکومت میں ایک بہت بڑے ولی کا مزار ہے۔۷ جون کو سالہا سال سے وہاں پر سالانہ عرس ہوتا ہے۔مجھے پتا نہیں ہے کہ یہاں کی انتظامیہ نے کہاں سے یہ اختیار حاصل کیا ہے اور انہوں نے بہانہ بنایا ہے کہ سکیورٹی کا انتظام نہیں ہو سکتا اس لیے غیر معینہ مدت تک یہ عرس ملتوی کیا جاتا ہے جو صدیوں سے سالانہ ہوتا چلا آرہا ہے اور جس میں صرف راولپنڈی ، اسلام آباد کے ۲۰ لاکھ معتقد وہاں پر حاضری دیتے ہیں اور جو پورے ملک اور باہر سے آتے ہیں، وہ الگ ہیں ۔میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل یہاں کی انتظامیہ یا کسی دارالحکومت کی انتظامیہ یہ کہہ دے کہ جناب! سکیورٹی کی وجہ سے پارلیمنٹ کا اجلاس نہیں ہو سکتا لہذا یہ غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں جناب کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ سکیورٹی کا مسئلہ تو پوری قوم کو درپیش ہے ۔لیڈر آف دی ہاؤس بخاری صاحب زیادہ جانتے ہیں کہ نہ صرف معتقدین بلکہ ہزارہا لوگ جن کی روزی کا مسئلہ تھا جو چھ مہینے یا سال کی روزی اسی عرس کے دوران کماتے ہیں۔ لہذا میری آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلے میں فوری طور پر intervene کریں اور موجودہ انتظامیہ بلکہ تمام صوبائی دارالحکومت کی انتظامیہ نے ہاتھ کھڑے کیے ہوئے ہیں اور وہ سکیورٹی کا مسئلہ حل نہیں کر سکے ہیں ۔ہماری بھی سکیورٹی کا انہوں نے اتنا ہی مسئلہ حل کیا ہے کہ کم از کم ۱۲۰ درجن بڑے بڑے بھاری

پتھر ہمارے راستے میں رکھ دیئے ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور فی الفور جو عرس ہزارہا سال سے ہو رہا ہے اس کا انعقاد کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ جواب دینا پسند کریں گے یا Ministry of Interior سے آپ کوئی explanation detail میں لے کر دینا چاہیں گے۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری (قائد ایوان): میں شاہ صاحب سے متفق ہوں کہ بلاشبہ بری امام صاحب کا عرس سالانہ ہوتا تھا اور اس سال بھی مقامی انتظامیہ نے ایک date announce کی تھی، ایک fix date نہیں تھی لیکن مقامی انتظامیہ یہ date fix کرتی تھی۔ سکیورٹی reasons کی وجہ سے یہ ملتوی ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملتوی ہونے کی حد تک درست ہے cancel کرنا مناسب نہیں ہے بہت سارے لوگ عقیدت مند ہیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ یہاں آتے ہیں اور جناب حضرت بری امام صاحب کی اس خطے میں اسلام کو پھیلانے کے لیے بہت سی خدمات ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت مقامی انتظامیہ سے بات کرے گی تاکہ کوئی نئی date fix کی جائے۔

جناب چیئرمین: اس matter کو early take up کر لیں کافی sensitive matter ہے جو شاہ صاحب نے point out کیا ہے۔ میرا خیال ہے دو points of order اور لے لیتے ہیں ایک ہمایوں صاحب کا ایک ڈاکٹر سومرو صاحب کا۔ اس کے بعد ہم discussion شروع کر دیتے ہیں۔۔ جی، وہ میں سمجھ رہا ہوں، بری امام کا وہ کہہ رہے ہیں میں بالکل سمجھ رہا ہوں، جو پنڈی اور اسلام آباد کے باسی ہیں ان کو زیادہ فکر ہے۔ شاہ صاحب آپ خود بھی پنڈی کے رہنے والے ہیں۔ جی ہمایوں صاحب۔

Sale of Government Property

سینیٹر محمد ہمایوں خان مندوخیل: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ ایک نہایت اہم معاملے کی طرف لانا چاہتا ہوں۔ پرسوں ۱۰ جون کو پاکستان ریلوے کی تقریباً ۱۲۲ پراپرٹیاں ایک دن میں auction ہو رہی ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل نامناسب ہے۔ اس وقت پراپرٹی کے ریٹ بہت down ہیں اور first instance میں اس کی اچھی قیمت نہیں ملے گی اور second یہ ہے کہ ایک دن میں اتنی ساری پراپرٹی سیل کرنا تو ایسے لگتا ہے جیسے کوئی اشٹام وغیرہ ہے۔ جیسے لاہور میں تقریباً ۲۰ کے قریب پراپرٹیاں ہیں کراچی میں اس سے زیادہ پراپرٹی ہے راولپنڈی میں ہے، کوئٹہ میں ہے، ملتان میں ہیں اور اٹک میں ہے تو ان کو تھوڑا تھوڑا کر کے at time دو تین دفعہ

auction کی جائے تو تھوڑا وقت کا انتظار کیا جائے کیوں کہ آج کل پراپرٹی کے حالات ٹھیک نہیں ہیں اور ان کی قیمت اچھی نہیں ملے گی اور اس وقت exchequer کو بہت نقصان ہو سکتا ہے ۔اگر ۱۰ جون کو ساری پراپرٹی auction کر دی گئی تو اندازہ ہے کہ round about 1 billion dollar اس سے حاصل ہوں گے لیکن اگر اچھے وقت کے لیے انتظار کیا جائے اور آرام سے اس کو سیل کیا جائے تو round about 9 to10 billion dollars اس سے حاصل ہوں گے۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! منسٹر ریلوے موجود نہیں ہیں تو ذرا ان کو یہ پہنچا دیجئے یہ کیا کہتے ہیں۔

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری: Details تو منسٹر ریلوے کے پاس ہوں گی یا privatization والوں کے پاس ہوں گی تو مناسب ہوتا کہ ان کی موجودگی میں یہ کہا جاتا۔ they could make a statement .

جناب چیئرمین: اگر ان کا concern ہوگا ۔ اب نوید صاحب minister for privatization ہیں ۔ ریلوے کے ساتھ مل کر in conjunction یہ ہو رہا ہوگا تو یہ ان کی اپنی apprehensions ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: That will be conveyed.

Mr.Chairman: That should be conveyed to the both Ministers.

جی ہاں، ڈاکٹر سومرو صاحب۔

Grant of Ph.D Allowance in Sindh

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین! مجھے یہ گزارش کرنی ہے ۔ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا تھا کہ پورے ملک میں جن صاحبان کے پاس PhD کی ڈگری ہوگی ان کو پانچ ہزار روپے ماہانہ PhD الاؤنس ملے گا۔دیگر تین صوبوں میں لوگوں کو وہ الاؤنس مل رہا ہے لیکن اکتوبر ۲۰۰۸ سے صوبہ سندھ میں کسی بھی PhD holder کو یہ ماہانہ پانچ ہزار روپے الاؤنس نہیں مل رہا۔ کیا سندھ پاکستان کا حصہ نہیں ہے اور پنجاب میں پانچ ہزار روپے کی بجائے گورنمنٹ پنجاب نے دس ہزار روپے ماہانہ کر دیا ہے ۔پنجاب میں جتنے بھی PhD holders تھے ان کو دس ہزار ماہانہ PhD

الاؤنس مل رہا ہے لیکن سندھ میں جتنے بھی PhD holders ہیں وہ اس سے محروم ہیں ۔ میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ۔اس مسئلے کو آپ کمیٹی کے حوالے کریں تا کہ سندھ میں جتنے بھی PhD holders ان کو بھی دیگر صوبوں کی طرح یہ PhD allowance مل سکے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ بخاری صاحب، کوئی منسٹر صاحب تو موجود نہیں ہیں تو اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں کل اس کا جواب بھجوا دیجئے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: Notification کی copies قائد ایوان کے حوالے کر دیں۔

جناب چیئرمین: حوالے کر دیں تا کہ کل اس کا جواب آجائے۔ بادینی صاحب ،اب یہ ختم کر لیں اس کے بعد۔ .Badini Sahib is last one آپ کا تو ہو چکا ہے ڈار صاحب۔

Loadshedding in Balochistan

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! Honourable Minister Sahib نہیں ہیں میرا سوال واپڈا اور بجلی کے بارے میں ہے۔ تو لیڈر صاحب مہربانی کر کے ان باتوں کو نوٹ کریں۔ بلوچستان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا مسئلہ جو ہے اس پر کسی کو گلہ نہیں ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے بارہ سے چودہ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور لوگ برداشت کر رہے ہیں لیکن بلوچستان کا control حیدر آباد میں ہے ۔لوڈشیڈنگ کے لیے بجلی حیدر آباد کاٹتا ہے ۔ ابھی ہماری meeting ہوئی تو ہمیں کہتے ہیں کہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے آپ حیدر آباد والوں سے بات کریں کہ وہ ناجائز کیوں کاٹتے ہیں؟ Load زیادہ ہوتا ہے تو وہ بلوچستان کی بجلی کاٹتے ہیں ۔منسٹر صاحب نہیں ہیں تو آپ مہربانی کر کے اس پر توجہ دیں کیونکہ ان کے سٹاف کا ہیڈ کوارٹر کوئٹہ میں ہے۔ ان کے باقاعدہ offices ہیں تو یہ سوتیلی ماں والا سلوک بلوچستان والوں سے کیوں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ جو آپ کہتے ہیں کہ یہ خدشات ہیں۔

Dar Sahib, you want to be the last one?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: کیونکہ آپ نے points of order پہلے ہی dispose of کر دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ بھی پہلے ایک point of order پر بات کر چکے ہیں۔

Premature Information of Budget in Media

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ چھوٹا سا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آپ نے بھی note فرمایا ہوگا کہ پچھلے سال یہ بات ہوئی تھی کہ آئندہ بجٹ کے لئے enough time دیا جائے گا۔ چلیں! for whatever constraints or security issues, کی بناء پر government time نہیں دے سکی۔ اب I think, it is grossly unfair that both the Advisor on Finance and the Secretary Finance are playing with the media. جس channel پر جاتے ہیں، ایک چیز بتا کر آجاتے ہیں اور دوسرے پر دوسری چیز بتا کر آجاتے ہیں۔ بھائی! پھر یہ Houses کس لئے ہیں؟ آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ already پچھلے پندرہ دنوں میں آدھا بجٹ public ہو چکا ہے کہ یہ ہوگا اور یہ نہیں ہوگا۔ Sir, this is not the way. اگر پارلیمنٹ کو آپ نے یہی preference دینی ہے تو پھر بہتر ہے کہ آپ بجٹ میڈیا میں پیش کر دیتے۔ پارلیمنٹ کا اجلاس بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ جناب والا! مجھے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا ہے کہ پچھلے پندرہ دنوں سے ایسا ہو رہا ہے and it is unprecedented. They are loosing the sanctity of the budget. They have already announced 50% of the budget through media talks and interviews. Sir, what the hell is going on in this country? Are they creating new precedents? جناب والا! میں Leader of the House سے request کرتا ہوں کہ he should contact the Advisor in the Ministry of Finance for that. For Heaven's sake sir, اگر بجٹ پندرہ دن پہلے دینا ہے تو یہ یہاں آکر پیش کر دیں تاکہ ہم بات کر سکیں۔ تو یہ کیا بات ہوئی کہ ہم سارا بجٹ TV کی slides سے پڑھیں اور ان کے interviews سے سنیں۔ Sir, this is very unfair.

جناب چیئرمین: جی! وزیر صاحب۔

جناب قمر الزمان کائرہ: جناب والا! میں ڈار صاحب کے concerns کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ یقیناً ان کو steel کا بھی بڑا experience ہے اور انہیں بہت سارے بجٹ پیش کرنے کا بھی experience ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ ہر سال یہ ہوتا ہے کہ pre-budget and post-budget seminars and programmes ہوتے ہیں۔ Consultation اپنے level پر ہوتی ہے۔ یہ Chambers کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور مختلف groups کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ ڈار صاحب کے اپنے دور میں، ہمارے دور میں اور مارشل لاء کے دور میں بھی یہ کام رہا ہے کہ pre-budget and post-budget seminars ہوتے ہیں جس میں بجٹ کے over all figures ضرور discuss ہوتے ہیں کہ ہم کون کون سے areas کو attract کریں گے لیکن budgeting کیا ہوگی، taxation کا سسٹم، کتنے percent tax لگے گا، اس کے بارے میں اگر کوئی figure reveal ہوا ہو تو اس کے ہم ذمہ دار ہیں۔ میں یہ بالکل ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں لیکن یہ جو pre-budget debates ہیں، seminars ہیں، TV programmes ہیں، یہ صرف اس حد تک ہیں۔ انشاء اللہ اس پارلیمنٹ کو کوئی by pass نہیں کر سکتا۔ جناب والا! آپ کا concern بالکل درست ہے۔ ہم آپ کے اس concern کے ساتھ ہیں۔ اگر کسی بیوروکریٹ یا ہمارے کسی ساتھی سے یہ بات غلطی سے بھی ہوئی ہے تو ہم اسے کسی بھی صورت میں allow نہیں کریں گے but these are pre-budget debates. Thank you.

جناب چیئرمین: کائرہ صاحب نے جواب دے دیا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ میرے بھائی ہیں۔ جناب والا! مجھے انہیں بتا لینے دیں۔ وہ بہت busy ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ pre-budget seminars ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ انہیں سنتی ہے۔ ہم انہیں سنا کرتے تھے اور note کرتے تھے لیکن اپنے decisions نہیں بتاتے تھے۔ اب تو figures تک reveal ہو رہے ہیں۔ نہ صرف مشیر ہی کر رہے ہیں بلکہ سیکرٹری خزانہ نے بھی یہ کام شروع کر دیا ہے۔ میں معزز وزیر اطلاعات کو دس مثالیں دے سکتا ہوں کہ exact figures بتا دئے گئے ہیں۔ یہ بتا دیا گیا ہے کہ agriculture tax نہیں لگے گا۔ Sir, this is not fair. میں کوئی سیاست نہیں کر رہا ہوں۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ sanctity of the budget must be maintained.

جناب چیئرمین: آپ کی بات بالکل صحیح ہے کہ revelations should not be done جو بجٹ کی ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! کیا بجٹ NFC Award کے بغیر ہوگا؟ ہم سے بار بار وعدہ کیا گیا تھا کہ National Finance Commission بلایا جائے گا۔

جناب قمر الزمان کائرہ: میں حاجی صاحب کو بتاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب کو بتا دیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! یہ ایوان کو بتائیں۔

Mr. Chairman: We may now take up Item No. 2, regarding discussion on the motion already moved by Syed Nayyer Hussain Bokhari, Leader of the House, on 5th June, 2009. I now give floor to Tahir Mashhadi Sahib to start the discussion.

Discussion on Swat Operation

Senator Col. (Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم Thank you Mr. Chairman. We are discussing perhaps the most tragic incidents that have taken place in the history of Pakistan so far. That is the operation in Swat and the events leading up to it. The events leading up to the operation well known to everyone. My leader Mr. Altaf Hussain tried to bring it to the notice of the people of Pakistan time and again. He had the vision and he had the political acumen to see what these characters were up to because they were neither students nor clerics. They were crooks, gangsters, monsters and blood sucking fiends who terrorized the poor, meek and humble people of Swat and during their reign of terror, they indulged in such heinous

crimes that the days of Changez Khan and Halaku Khan were remembered by the world. Graves were dug up, the dead bodies taken out of the graves and hanged. People were beheaded, slaughtered like animals in the streets and this was got done even by their young children. They were forced to behead people. Women were shot for just not observing parda. Women were whipped in the market place. They were degraded and disgraced like never before. Trees were cut. Orchards were destroyed. Houses and banks were looted. So, no one not even apologizes can have the slightest excuse or sympathy for these people. Pakistan army was entrusted with the task for the first time by a democratic government. By a democratic order, a constitutional order, strictly in accordance with the Constitution of Pakistan and law of the land. The task was given to the Armed Forces of Pakistan and they responded in the right spirit. The Army has done a fantastic job. They carried out a well coordinated operation there. They showed remarkable courage, gallantry and remarkable restraint. The figures of causalities that were given daily by their official spokesman, speak volumes. In every conflict, anywhere in the world or any insurgency anywhere in the world, the figure of causalities will always be in thousands killed, thousands maimed, thousands injured but here the figures were very realistic. Seventeen on one day, next day there were thirty terrorists killed and figure of ten terrorist killed and also many of our own brave young soldiers embraced martyrdom. The grateful nation must pay homage to the martyrs of the Pak Army who laid their own lives protecting the people of that area and also destroying this menace of these so-called taleban because there was no other way. The ANP Government enjoys the mandate of the people. They had won fair and transparent elections just one year before. The people had voted for a secular and a

democratic party. They had rejected the obscurants. They had rejected the fundamentalists and clearly voted according to their conscience for a liberal and democratic party. Yet they were terrorized within a period of one month because we, the people of Pakistan and the political parties of Pakistan and the successive governments of Pakistan since 1979 failed to stop, we must equally share the blame. We all shut our eyes. We buried our heads like ostriches in the sand or we shut our eyes like pigeons and hoped that his cancerous growth which is growing into our society to eat away at the very vitals of Pakistani society would just go away. This sectarianism, this fundamentalism, this militancy and finally this terrorism which led to this rebellion; the rebellion against the State of Pakistan, an insurgency against the legally constituted government of Pakistan and of the province there. We were forced to take the last resort using the Armed Forces or the use of armed might is always the last resort. It is not always the end. It is the means towards the end and it has to be undertaken in conjunction with political dialogue, with development and with a purposeful sharing of the resources of the country with the poor, oppressed and suppressed people of the affected region. The IDPs, (Internally Displaced Persons) the poor unfortunate people of that region who were forced to take shelter, who were forced to take refuge, who were forced to move out of their home and hearth hut and live life of refuges and nomads. They are having a tragic time and that is a big burden on the very existence of Pakistan. I must here commend the generosity, the hospitality and the great culture shown by the people of Pukhtoonkhwa especially of Mardan and Peshawar Division. The way they have taken in their brothers and sisters into their homes and into their hearts is an example for the world to follow, for the humanitarian tradition of the world to follow. The

people of Pakistan, the rest of Pakistan have done no less generosity. They have contributed with money, with goods and with their hearths also and they feel for them. The international community has also stepped in but here I must mention the lack of response from the Muslim world. It is tragic, it is sad that the Muslim world has not shown the concern or the love or the affection or the generosity that we expected or the world expected. However, we must not be hypocrites and we must not just indulge in US bashing for the sake of it. If they do something good they should be appreciated. For the United States after their mistakes and their blunders of the Bush years seem to have woken up and are trying to show justice not only to Pakistan but also to the Muslim world at large. They have shown great generosity, 1.9 billion for our development closely followed by 1.3 billion additional to help Pakistan out of its financial crisis and the 210 million for the IDPs is welcome and it is appreciated and we must show our gratitude and I only hope that they will come out with more and so will the European Union, Great Britain and the other countries of the west and Japan and I also hope that the Muslim world will take example from them and show a little more generosity to this cause. It is easy to win a war but it always more difficult to win the peace. The Pakistan Army has done a remarkably good job and they have cleared almost 95% of the area of these miscreants, these blood thirsty fiends but now come the moping up and consolidation phase. The gurilla war is likely to erupt so we need strong and well trained law enforcing agencies in place on the ground and in addition to that we need relief work for the poor unfortunate people and the relief must be provided on merit. It must be provided to everyone without favouritism without fear or without favour. In addition to that the infrastructure has to be repaired or rebuild. The schools that

have been destroyed. The banks have been destroyed. The police stations that have been destroyed. They all have to be rebuilt and have to be built very quickly and then the development of that area has to take place and for that special funds have to be earmarked whether we get it from abroad or whether we tighten our belts and earmark for the most unfortunate people from our own resources that is for the Government to arrange and I am sure the Government is alive to this but development must include the local people. The local people must be made stakeholders and they must be part and parcel of the great democratic process of nation building which will have to take place there. Swat is the one region in Pakistan which was a money earner. It is the tourist centre of Pakistan and tourism is one of the highest income trade or business in the world and the people of the Swat were the main beneficiaries of this tourism. Because being the locals, they are used as guides, they work as waiters in hotels, drivers and they open up small businesses and as more and more tourists come, more and more the area flourishes as far as the financial activities are concerned. So they must be taken into consideration. There are apologists along with some other voices mostly which are defeated elements of Pakistan mostly they are the people who cannot be elected. Mostly they are disgruntled politicians who sometimes try to find excuses for the slaughters perpetuated by these murderers. Some time their arguments are mixed up with the war on terror. Mr. Chairman this is the war for Pakistan. Swat does not have a border with Afghanistan. Swat is suffering towards an internal insurgency by these people who tried to create chaos and destruction. They challenged the writ of the Government. They claimed that the Supreme Court, the Parliament and everybody else was unconstitutional and illegal. They had no regard for the noble norms

of accepted civilized behavior and that is why we all along have advocated that they will pose the danger not only to Swat and the surrounding areas of Malakand but the rest of Pakistan. But when the apologists try to speak for them, when the bomb blasts take place in Upper Dir in a mosque, when a mosque is bombed in Jamrud, when a bomb blast take place in Imambargah in Chakwal, when the labourers are blasted in Wah, when there are bomb attacks in Islamabad and Lahore, when Talibans are captured in Karachi, when all over Pakistan the threat of this talibanization grows and grows then the nation has to unite. The nation must unite in this war for Pakistan.

جناب چیئرمین: شکریہ مشہدی صاحب۔ ذرا ٹائم کا خیال کر لیجیے۔ please conclude کر لیجیے۔

(مداخلت)

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: A great job has been done by the Government, no doubt, a little late but at least they recognized them for what they really are. The consolidated military operation has taken place and now a consolidated development, reconstruction and restructuring of the whole of Swat has to take place. It must be done with honesty and great honesty is required. We must not allow anyone to benefit from the misfortune of the poor people of Swat. Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Thank you Mr. Mashhdi. Mr. Ishaq Dar.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ دونوں طرف سے میرے ساتھی IDPs issue پر بڑی تفصیل سے بات کر چکے ہیں۔ میں ان تمام feelings کو endorse کرتے ہوئے اپنی جانب سے، اپنی پارٹی مسلم لیگ (ن) اور اس کے قائدین کی جانب سے چند گزارشات کروں گا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا time constraint بھی ہے۔ حضور! بات یہ ہے کہ

زلزلے کے بعد پاکستان کے عوام نے throughout the country جس طرح cooperate کیا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل تحسین ہے، اس House میں اس کو appreciate کیا جانا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو issues ہیں، ہمیں ان کو بھی identify کرنا چاہیے۔ ہمیں Parliamentary Committee on National Security میں تقریباً تین ہفتے پہلے ایک briefing دی گئی تھی، اس وقت ان camps میں متاثرین کی تعداد دو لاکھ پچیس ہزار تھی۔ Total 26 camps ہیں، سات پرانے اور انیس نئے ہیں، اس کے علاوہ قریباً 1.4 million لوگوں کے گھروں میں، outside camps سکولوں میں تھے لیکن اب یہ figures بڑھتے جا رہے ہیں۔ Government statistics دیتی جا رہی ہے، یہ figures تقریباً 3 million تک پہنچ چکے ہیں اور یہ جو 3 million IDPs ہیں---، اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر across the divide line and above party politics ہو کر سوچنا چاہیے، یہ humanitarian مسئلہ بھی ہے، یہ پاکستان کی security کا مسئلہ ہے، یہ پاکستان کی سالمیت کا مسئلہ ہے اور یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہماری پارٹی PML(N) اور اس کے قائد میاں نواز شریف نے initiative لے کر 23rd April کو Prime Minister Sahib کو ایک خط لکھا کہ آپ یہ جو سوات کا issue ہے، جو متاثرین ہیں، اس پر ایک APC بلائیں۔ غالباً ان کے پاس enough time نہیں تھا اور اگلے ہی دو یا تین روز میں operation شروع ہو گیا۔ بہتر ہوتا کہ آپریشن شروع ہونے سے پہلے تمام stakeholders on board لیے جاتے، APC ہوتی لیکن چونکہ یہ شروع ہو چکا تھا، اس لیے ہماری پارٹی نے اس کو کھل کر support کیا کیونکہ جیسا میں نے عرض کیا کہ یہ ایک ایسا sensitive issue ہے کہ اس وقت پاکستان کی sovereignty, integrity اور مستقبل اس issue سے linked ہے۔ ہم نے اس کو پوری طرح support کیا اور by and large ہماری جو feed back تھی، APC میں موجود تمام پارٹیوں نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی اور اس کے بعد میڈیا کے حوالے سے کچھ پارٹیوں نے جو پارلیمنٹ میں ہیں یا نہیں، انہوں نے اس سے departure اختیار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا issue ہے جس پر جو بھی اچھی چیز، چاہے کوئی individual ہو، کوئی political party, Provincial Assemblies, National Assembly or Senate ہو، ہم سب کو مل کر متاثرین کی مدد کرنی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام میں سب سے پہلی جو ہجرت مدینہ منورہ میں ہوئی، یہ اس کی یاد دلاتی ہے اور ہر ایک کو اپنی استطاعت کے مطابق اس میں حصہ لینا چاہیے۔

یہ جو operation ہے، کافی حد تک paramilitary forces کا جو feed back or claim تھا کہ یہ operation بڑے short period میں ختم ہو جائے گا، ہفتوں کی بات تھی، میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ اس سے زیادہ چلے مزید دو، تین ہفتوں میں شاید یہ ممکن نہ ہو کیونکہ اس آپریشن کو شروع ہوئے، already دو، مہینے تو ہو چکے ہیں لیکن یہ جب تک بھی چلے، اس دوران جو متاثرین ہیں، ان کا influx بڑھتا جا رہا ہے، ایک طرف ان کی دیکھ بھال کرنا ضروری ہے اور دوسری طرف ہمیں post operation care جیسا کہ ابھی میرے ایک دو colleagues نے کہا کہ کچھ pockets ہیں۔ اگر آپ نے ان کو military operation میں consolidate نہ کیا اور اس سے پہلے hand over کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ reaction یا یہ بات repeat ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے government کو comprehensive planning کی ضرورت ہے and I am sure that Cabinet and Prime Minister Sahib اس کی planning کر رہے ہوں گے کیونکہ ماضی میں earthquake کے حوالے سے جو disaster management تھا، اس وقت پیپلز پارٹی اور ہم ادھر اپوزیشن میں اکٹھے ہی بیٹھے تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بہت کامیاب تجربہ نہیں ہوا۔ ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اگر ہم نے سبق سیکھا ہوتا اور اگر ہم نے اپنی disaster management in place کی ہوتی تو media مختلف channels کے ذریعے ہمیں جو feed back دے رہا ہے، آج وہ negative feed back نہ آتی۔

میں ایک طرف تو تمام پاکستانیوں، صوبوں اور ہر ایک کو جو اس میں اپنا حصہ ڈال رہا ہے appreciate کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ جو issue جیسا کہ آپ نے سنا کہ کچھ news آئیں کہ دو صوبوں، میں نام نہیں لیتا، کچھ news آئیں کہ وہاں کچھ resistance ہو رہی ہے۔ جناب! پاکستان سب کا ہے، وہ right from Khyber to Karachi and Balochistan to Lahore or جہاں چاہیں، یہ آپ کا آئین آپ کو assurance دیتا ہے right to live in anywhere in Pakistan. آپ اپنی معاش تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ کی security of life and property کی guarantee state دیتی ہے، Provincial and local district governments کو دینی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی چند news جو اب تو defuse ہو چکی ہیں، یہ مناسب روش نہیں ہے۔ اگر پاکستان کے کسی بھی part میں یہ ہے تو اس کو ترک کرنا چاہیے کیونکہ پاکستان ایک ہے اور اس وقت یہ متاثرین ہیں۔ اگر پاکستان سے باہر کے مسلمان ہوتے اور اس طرح کی

تکلیف ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بھی as an Islamic leader country ان کو بھی accommodate کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔

Rehabilitation کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایک comprehensive planning کا time ہے کیونکہ اگر ہم نے اس operation کو کامیاب اور consolidate بھی کر لیا تو جناب! یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا۔ میرے ساتھیوں نے کچھ issues مثلاً infrastructure, socio economic development کی نشاندہی کی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بہت ضروری ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ speedy justice جس کے نام پر طالبان نے وہاں ایک scene create کیا تھا، یہ تو حکومت کی خوش قسمتی ہے کہ Provincial Government نے جو نظام عدل دیا، National Assembly نے اس کو vote and support کر دیا اور اللہ نے ہمیں اس کے fall out سے بچانا تھا کہ وہ جو ایک political atmosphere تھا، صوفی محمد صاحب نے جب یہ declare کیا کہ پاکستان کے Supreme Court, High Courts غیر شرعی ہیں، جن MNAs نے ووٹ نہیں دیا، وہ Non Muslims ہیں تو اس وقت پاکستانی قوم کا mood change ہوا۔ ہر پاکستانی نے سوچا کہ یہ تو کوئی اور agenda ہے، یہ نظام عدل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! آپ سے بہتر کوئی اور نہیں سمجھے گا کیونکہ آپ خود barrister ہیں اور Law آپ کا subject رہا ہے، جناب! اس میں ہم نے ان کو جو connectivity دے دی یعنی lower judicial system کو local appellate connectivity دے دی، میں سمجھتا ہوں وہ ایک mistake تھی۔ یہ پیپلز پارٹی نے 1994 میں نہیں کی، 1999 میں مسلم لیگ (ن) نے نہیں کی لیکن that was a fundamental mistake کہ آپ نے جب connectivity توڑ دی ہماری appellate process higher judiciary سے اور آپ نے وہیں ان کی demand پر surrender کر دیا. I think that was the first failure. اس کے بعد جب انہوں نے ایک unreasonable, unnatural way سے ایک political طریقے سے react کیا اور اس کے بعد جو conditionalties تھیں کہ وہ ہتھیار پھینکیں گے، انہوں نے نہیں پھینکے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید یہ اس ملک کی خوش قسمتی تھی کہ اس نے قوم کو دوبارہ متحد کر دیا اور دیکھا کہ یہ تو سیاست ہو رہی ہے، کوئی نظام عدل کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ speedy justice ensure کرنا چاہیے کہ اس علاقے میں they are tuned to speedy justice. ہم

نے judicial policy بھی سنی ہے اور پنجاب بھی judicial reforms کے حوالے سے revamp کر رہا ہے۔ جب تک اس ملک میں ہم speedy justice اور bearable, affordable justice نہیں دیں گے، اس type کے issues permanent basis پر حل نہیں ہوں گے۔ میں speedy justice کی بات add کر رہا ہوں۔ ہمیں وہاں infrastructure بنانا پڑے گا۔ ہمیں socio economic development کے حوالے سے کام کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! جو international agencies کا role ہے، اس کو بھی Federal Government کو صحیح طریقے سے monitor کرنا چاہیے۔ میں کسی پر شک نہیں کر رہا لیکن transparency is the name of the game. اس کو شفاف ہونا چاہیے اور پنجاب کے حوالے سے میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ اس وقت تک پنجاب نے وہاں 366 trucks اور 8 ریلوے بوگیاں relief فراہم کی ہے۔ اس وقت تک پنجاب نے 5000 ٹن گندم کے علاوہ 104 ٹرک wheat flour فراہم کیا ہے۔ پنجاب نے مختلف items جن میں ریلیف گڈز کے علاوہ food packets چاول، cooking oil, چینی، دالیں، چائے، mineral water, dry milk, rusks and biscuits اور بچوں کا food شامل ہے، فراہم کیا ہے۔ جناب! میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہر صوبے کو اپنی استطاعت کے مطابق کرنا چاہیے اور اس میں transparency کو ضرور ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اسی لیے پنجاب نے اس پر already ایک website launch کی ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سے share کرنا چاہوں گا جو اس website کو دیکھنا چاہیں، اس میں complete تفصیل ہے کہ 366 trucks میں کیا ہے، کون سے districts سے آئے ہیں، اس میں کیا چیزیں ہیں۔ وہ website ہے www.idprelief.punjab.government.pk میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے صوبوں اور Federal Government کو بھی اس pattern کو follow کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! پنجاب نے ایک ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ میں چونکہ پنجاب کو represent کرتا ہوں، اس لیے میرا فرض ہے کہ میں یہاں اپنے ساتھیوں سے information share کروں کہ جو emergency relief goods ہیں، جس کے لیے Punjab Government نے 100 million مختص کیے تھے، اس میں 4500 پنکھے جا چکے ہیں۔ اس میں green net جا رہا ہے، اس میں tents جا رہے ہیں، اس میں اس قسم کی relief items جا رہی ہیں۔ آپ گھڑی نہ دیکھیں میں گھڑی دیکھ رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! اس کے لیے پنجاب نے ایک major ذمہ داری لی

ہے اور وہ wheat flour کی ہے، تمام 26 camps میں IDPs کے لیے۔ Federal Government کا خیال ہے کہ 6 مہینوں میں یہ معاملہ over ہو جائے گا لیکن ان کے لیے ایک سال تک پنجاب Government نے wheat flour ready made تیار کر کے at door step پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی لیے جو پہلے دو ہفتوں کی supplies ہیں، 104 trucks وہاں جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ 40 medical mobile ambulances اور 26 mobile teams وہاں پر بھیجی جا چکی ہیں اور میں ANP and Provincial Government of NWFP کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کاوش کو acknowledge کیا ہے۔ اس وقت کوئی number بنانے کی بات نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہر پاکستانی کا یہ فرض ہے کہ ہم اس میں جتنا زیادہ حصہ ڈال سکیں، ہمیں اس میں حصہ ڈالنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت Federal Government کا جو کرنے کا سب سے زیادہ اہم کام ہے اور ہمارے ساتھی بھائی وزراء یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہ future planning ہے، اگر یہ operation کی دو ہفتوں کی بات کرتے ہیں تو lets say مہینوں میں ختم ہو جائے گا۔ What next جناب چیئرمین! اگر ہم اس میں fail ہو گئے تو یہ معاملہ پھر ایک ایسی catastrophe ہو گی کہ جو کسی سے handle نہیں ہو گی اور اس کے لیے ابھی سے planning ہونی چاہیے۔

جیسے میں نے عرض کیا کہ مختلف ممالک نے contribution کیا ہے، ہم اس کو بھی welcome کرتے ہیں، کسی نے تھوڑا contribution کیا یا زیادہ contribution کیا ہو، وہ ان کی صوابدید پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی چیز ہے کہ پاکستان خود یہ کام کر سکتا ہے، ہمیں بھیک مانگنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے، ہم ہر وقت ایک کشکول پکڑ کر ساری دنیا میں پھرتے رہتے کہ آج رات کو زلزلہ آ گیا ہے، یہ دے دیں، آج یہ disaster ہو گیا ہے، یہ دے دیں۔ پاکستان کی قوم live ہے، آپ دیکھیں سب لوگ اپنی استعداد سے بڑھ کر اس میں حصہ ڈال رہے ہیں اور یہی spirit ہونی چاہیے، کوئی دیتا ہے تو most welcome لیکن ہمیں ان پر depend نہیں کرنا چاہیے۔ میں آپ کے توسط سے یہی گزارش کروں گا کہ Federal Government مہربانی کر کے اس کی پوری طرح تیاری کرے۔

جناب چیئرمین! ایک جو by-product ہے، وہ بڑی ہی پریشان کن ہے اور وہ by-product یہ ہے کہ جو طالبان مارے گئے، ان سے جو اسلحہ برآمد ہوا ہے، وہ NATO origin کا اسلحہ ہے، ہمیں اس پر بڑی تشویش ہونی چاہیے کہ کیا ہمیں NATO کو confront کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! اب apologetic رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ہم Interior Minister and Advisor سے in

camera سنتے ہیں کہ فلاں فلاں countries involve ہیں، ہمیں کیوں شرم آتی ہے کہ جب ہمارے پاس evidence ہے، ہمارے پاس تفصیل ہے، ہمیں معلوم ہے کہ ان چیزوں میں کون involve ہے، کون طالبان میں involve ہے، کون القاعدہ میں involve ہےاور کون بلوچستان کی situation کو ignite کر رہا ہے۔ ہمیں کھل کر بات کرنی چاہیے، وہاں اتنی سی بات ہوتی ہے تو سب سے پہلے پاکستان کا نام آتا ہے اور بعد میں پتا چلتا ہے کہ train حادثہ پاکستانی نہیں Col. Pairoo تھا اور وہ Indian حاضر سروس کرنل تھا، وہ involve بات ڈیڑھ دو سال کے بعد آتی ہے لیکن ساری دنیا میں پاکستان بدنام ہو چکا ہوتا ہے۔ حکومت کو یہ policy ترک کرنی چاہیے، حکومت بالکل کھل کر نام لے، ان کے پاس evidences ہیں، evidence internationally پیش کریں۔ ان کے پاس جو اسلحہ ہے as per media reports جو armed forces کے لوگوں نے بھی کہا ہے کہ وہ NATO origin کا اسلحہ ہے، that is very serious یا تو وہ اسلحہ وہاں سے چوری ہوا ہے یا وہ provide کیا جا رہا ہے، دونوں situations میں it is serious issue and it must be taken with great seriousness کیونکہ اگر یہ provide کیا جا رہا ہے تو پھر even more important کہ وہ agenda کچھ اور ہے، وہ agenda یہی ہے کہ یہ معاملہ ہوتا رہے۔

جناب چیئرمین! آپ نے پہلے سنا کہ پاکستان کو ایک failed state قرار دینے کی کوشش کی جا رہی ہے، آج یہ بد قسمتی ہے کہ آمریت کے جانے کے بعد پاکستان آج 10 fragile states میں list ہو گیا، ہمیں اس کو challenge سمجھ کر اس list سے نکالنا ہے، ہمیں ثابت کرنا ہے کہ پاکستان is not a fragile state, Pakistan is not a failed state, Pakistan can meet all the challenges لیکن اس کے لیے resolve کی ضرورت ہے، اس کے لیے planning کی ضرورت ہے، اس کے لیے ایک comprehensive plan کی ضرورت ہے۔ دنیا نے ہمارے خلاف anti-Pakistan plan بنایا ہے تو ہمیں pro-Pakistan plan پر کام کرنا چاہیے، ساری parties مل کر اس کے لیے کام کریں۔ میں Government کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ in any effort for the operation consolidation and to protect sovereignty of Pakistan, our party PML(N) will be at forefront to support all these efforts but the Government must adopt a bold posture, they must confront those ہمارے جو دشمن ہیں جو ان تمام معاملات میں اس وقت involve ہیں، آپ نے سنا ہے کہ درجنوں consulates ہمارے next door کھل گئے ہیں، وہ کس لیے کھلے ہیں، نہ وہاں

trade کی ضرورت ہے ، نہ وہاں tourism کی ضرورت ہے، وہ کس لیے کھلے ہیں؟ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آپ جب گھر میں مضبوط ہوں گے تو تمام united parties ہوں گی، پاکستان ایک ہے تو پھر ہمیں اس مسئلے کو اسی طرح bold طریقے سے لینا چاہیے جو کہ اس کا حق ہےاور پھر ہم انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ پاکستان زندہ باد۔

Mr. Chairman: Thank you. If I remember correctly...

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے 9.5 minutes لیے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، جی If I remember correctly 10 minutes. Nizam−e−Adl Regulation 2009 میں یہ ہے کہ civil case to be decided in 6 months and the criminal case to be decided in 4 month months. یہی ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: نہیں جناب میں نے appellate process کی بات کی ہے، 94 میں appellate process was with the High Courts and Supreme Court, in 1999 Nizam−e−Adl it was at the.... So, there was the connectivity between lower Judicial system and high judiciary, آپ کے آج بھی بلوچستان میں judicial system is in place, and working very successfully. میں سمجھتا ہوں کہ that was I am not saying deliberate mistake, an unnecessary surrender to their demand on the part of the Government but اللہ کرے کہ وہ کامیاب ہو جاتا لیکن انہوں نے اپنے آپ کو سیاست میں ملوث کر لیا۔ وہ بجائے speedy justice کر کے دکھاتے اور لوگ ان کے justice کو دیکھ کر کہتے، ہم اس کو یہاں پر replicate کرنا چاہتے ، انہوں نے بےوقوفی کی اور اللہ نے ہمیں بچا لیا۔ وہ اگر جلدی بےوقوفی نہ کرتے تو they would not have been exposed and we would not have done anything. Thank you.

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (تلاوت)۔ قابل صد احترام جناب چیئرمین صاحب! میں بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس انتہائی

اہم موضوع پر مجھے بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جمہوری اور پارلیمانی ملکوں کا یہی حسن اور خوبصورتی ہوتی ہے کہ وہ آنے والے اور پیش آمدہ مسائل پر مشاورت سے اور آپس میں مل بیٹھ کر مسئلے کا حل نکال لیتے ہیں، یہی جمہوریت کا حسن ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ملک میں عملاً اعلان جنگ ہو چکا ہے اور اس میں ایک فریق state اور حکومت ہے اور دوسرا فریق کسی دشمن ملک کی فوج نہیں ہے، کسی دوسرے ملک نے کوئی حملہ نہیں کیا بلکہ اس کے لیے جو نام تجویز کیا گیا ہے، وہ طالبان کا نام ہے۔ میں بصد احترام کہوں گا کہ یہاں پر صدیوں سے لفظ طالبان کی پہلے سے اصطلاح موجود ہے، یہ کوئی غیر ملکی اصطلاح بھی نہیں ہے اور جدید اصطلاح بھی نہیں ہے اور ہم اگر یہی اصطلاح تاریخ میں دیکھیں تو یہ امن کی ضمانت تھی لیکن اس وقت اس کو اس انداز سے استعمال کیا گیا گویا کہ ایک جنگ اور نفرت کا نام پڑ گیا۔ جناب چیئرمین! اس وقت یہاں پر مالاکنڈ میں operation اور IDPs کا موضوع ہے اور اس سلسلے میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب سے ہم قوم کو کیسے نکال سکتے ہیں۔ میں ایک گلہ بھی عرض کروں گا کہ ہم ایسے وقت یہ مشاورت کر رہے ہیں کہ وقت بہت آگے نکل چکا ہے، اگر ہم operation سے پہلے مشاورت کے لیے کوئی Parliament کا اجلاس بلالیتے اور مشاورت کر لیتے تو میں یقین سے یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ پوری قوم پر اتنی مشکلات نہ آتیں۔ اس وقت جو یہ اصطلاح ہے کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے اور ساری دنیا متحد ہو کر دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے ۔ جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اصطلاح بنائی گئی ہے، یہ تجویز کی گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جنگ دہشگردی کے خلاف نہیں ہے، یہ امریکہ کے مفادات کی جنگ ہے۔ اسی جنگ کے لیے روس بھی آیا تھا اور وہ افغانستان پر حملہ کرنے کے بعد گرم پانی تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن انہوں نے حکمت عملی اختیار نہیں کی اور حکمت عملی نہ ہونے کی وجہ سے پوری دنیا اس کی مخالف ہو گئی اور اسے واپس بھیج دیا گیا۔ اسی عنوان پر اب امریکہ آرہا ہے لیکن انہوں نے اپنے ساتھ پوری دنیا کو ملایا ہے اور وہ ایک لشکر کے ساتھ یہاں پر آئے ہیں اور اس کے لیے یہ جواز پیدا کیا گیا کہ یہ دہشتگردی کے خلاف جنگ ہے۔ میں بصد احترام عرض کروں گا کہ عرب کے تیل پر قبضہ، وسطی ایشیا کے معدنی ذخائر پر قبضہ اور جنوبی ایشیا کے محفوظ تجارتی راستوں پر قبضہ امریکہ اور مغربی اقوام کے اصل اہداف ہیں لیکن اس کے لیے جنگ کا نعرہ دہشتگردی کا دیا گیا اور دہشتگردی پر پوری مغربی اقوام کو ساتھ لے آئے کہ یہاں دہشتگردی کے خلاف جنگ لڑی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر دو فریق ہیں، ایک ریاست ہے، حکومت ہے اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ حکومت کی writ کو چیلنج کیا گیا ہے، ملک کی سلامتی کو خطرہ ہے - لہذا اس وقت آپریشن ناگزیر ہے تاکہ writ کو بحال کیا جائے اور ملک و قوم کے اندر امن و امان ہو۔ یہ ایک بنیادی حق ہے جو قوم کو دیا جائے۔ جو دوسرے فریق ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ساٹھ سال گزرنے کے بعد یہ ملک جو کہ اسلام کے نام پر آزاد کیا گیا تھا اور ساٹھ سال گزرنے کے بعد بھی اس ملک میں اسلام نہیں آیا، جمہوریت سے، جمہوری اداروں سے، ووٹ سے، قانون سے، آئین سے اسلام نہیں آیا۔ لہذا اب ووٹ اور جمہوریت کے بجائے ہم نے بندوق اٹھائی ہے اور بندوق کے ذریعے سے اس ملک میں اسلام کا نفاذ کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! ان دونوں فریقوں کے دعوے میں اگر ہم دلیل سے ثابت کریں تو کوئی سنجیدگی اور حقیقت نہیں ہے۔ ایک ہے کہ اس ملک میں جمعیت علماء اسلام ایک طاقتور مذہبی جماعت ہے اور اس میں علماء کی تعداد ایک لاکھ بائیس ہزار ہے۔ جماعت اسلامی ایک طاقتور مذہبی جماعت ہے اور اس میں کثیر علماء کی تعداد ہے۔ جمعیت علماء پاکستان مذہبی سیاسی جماعت ہے اور اس میں لاکھوں علماء کی تعداد ہے۔ جمعیت مرکز اہلحدیث، یہ بھی علماء کی ایک کثیر تعداد رکھتی ہے۔ سارے علماء اکرام اور اہل تشیع حضرات اس فکر کی مخالفت کرتے ہیں اور بندوق اور مسلح جدوجہد کے خلاف ہیں اور باقاعدہ ان کا عمل بھی اس کی دلیل ہے کہ وہ ووٹ اور جمہوریت کی سیاست کرتے ہیں اور چلے آرہے ہیں، آئین اور جمہوریت کے ذریعے سے اس ملک میں نظام کی تبدیلی کے خواہاں ہیں اور کسی بھی جماعت نے، کسی بھی عالم نے، کسی بھی مسلک والے نے اس مسلح جدوجہد کی حمایت نہیں کی۔ آپ حکومت کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں یا قرآن و سنت کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں؟ قرآن و سنت کے علماء اکرام تو اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین! اسی طریقے سے ایک نعرہ "جاسوس" کا ایجاد کیا گیا ہے، جس کے خلاف جاسوس کا فتویٰ لگایا جاتا ہے، اس کے خلاف کارروائی ہو جاتی ہے، اس کے لیے نہ عدالت کی ضرورت ہے اور نہ گواہوں کی ضرورت ہے۔ اس کو جو بھی سزا دینی ہوتی ہے وہ دے دیتے ہیں۔ اس ملک کے کسی بھی طبقے نے اور مذہبی علماء نے اس ملک کو درالحرب کا فتویٰ نہیں دیا ہے، جب تک دارالحرب فتویٰ ہی نہیں دیا گیا ہے تو شرعی طور پر اس میں مسلح جدوجہد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ افغانستان کے لوگوں اور طالبان نے بھی یہی کہا ہے کہ پاکستان ہمارا دارلہجرت ہے، یہاں پر کارروائیوں اور مسلح کارروائیوں کی اجازت نہیں ہے۔ اس طریقے سے ہمارا شرعی مسئلہ ہے کہ مرتکب گناہ کبیرہ کے واجب القتل نہیں

ہیں، کسی بھی فقہ میں اس کا جواز پیدا نہیں ہوتا لیکن یہاں پر کسی آدمی کو پکڑ کر گناہ کبیرہ پر قتل اور موت کی سزا دے دیتے ہیں۔ ہمارے تمام فقہائے اکرام اس کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ بھی آپ سنیں کہ قرآن و سنت اور حدیث مبارکہ سزا دینے کا اختیار صرف اسٹیٹ کو دیتے ہیں، کسی فرد واحد یا گروپ کو نہیں دیتے۔ لہذا ایک طرف تو ان کی دلیل یہ ہے۔

جناب چیئرمین! جب لال مسجد ،جامعہ فریدیا اور جامعہ حفصہ کے بارے میں یہاں پر مسئلہ چھیڑا گیا تو ہم نے پورے ملک کے علماء اکرام کو پشاور اوقاف ہال میں جمع کیا۔ انہوں نے اپنے دستخطوں سے یہ اعلامیہ جاری کیا اور اس پوری صورتحال سے برآت کا اعلان کر دیا کہ قرآن و سنت میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ اسے اس وقت تو پڑھنا مشکل ہے، کافی وقت لگے گا لیکن میں اسے سینیٹ کی ملکیت قرار دے کر آپ کے حوالے کرتا ہوں اور کوئی بھی سینیٹ کا ممبر اس کو لینے کی خواہش رکھتا ہے تو میں اسے فراہم کر دوں گا۔ ہم نے اس میں خود کش حملے اور پوری کی پوری کارروائی قرآن وسنت کی نظر سے دیکھی ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طریقے سے وہی لوگ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ قرآن و سنت کے عین مطابق جدوجہد ہے اور قتال فی سبیل اللہ ہے۔ اس تحریک کے نتیجے میں پورے قبائل میں دینی مدارس ختم ہوگئے، بند کر دیئے گئے، پورے مالاکنڈ ڈویژن میں مدارس کو بند کر دیا گیا۔ یہ اسلام کی سربلندی کے لیے ہے یا اسلام کو ختم کرنے کے لیے ہے۔ مساجد کو بند کیا گیا، مساجد کو ختم کیا گیا، مساجد میں خود کش حملے ہوئے۔ جناب چیئرمین! یہ دلیل بھی ہم نہیں سمجھ سکتے کہ جس تحریک کے نتیجے میں مدارس اور مساجد ختم ہورہی ہوں تو کیا یہ دین اسلام کی سربلندی کی تحریک ہے یا اس کو ختم کیا جارہا ہے؟ حضرت خالدؓ بن ولید نے حالت جنگ میں بنی خضینہ کے قبیلے کے ایک آدمی کو قتل کیا، اس حال میں کہ وہ یہ الفاظ دہرا رہا تھا کہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ جب حضور اقدس ﷺ کے سامنے یہ صورتحال رکھی گئی تو آپ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو مخاطب کرکے یہ فرمایا کہ وہ لاالہ الااللہ کا اقرار رہا تھا آپ نے اس کو قتل کیا تو حضرت خالدؓ بن ولید نے فرمایا کہ جناب وہ تو ڈر کی وجہ سے لاالہ الااللہ کا اقرار کر رہا تھا، تو جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھائی اور آسمان کی طرف منہ کرکے یہ اعلان کیا کہ اے اللہ آپ گواہ ہو جائیں کہ خالد کے اس فعل میں، میں شامل نہیں ہوں۔ اے اللہ آپ گواہ ہو جائیں کہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کے اس فعل میں شریک نہیں ہوں۔ ایک آدمی جو بالکل new muslim ہے اور وہ کلمہ پڑھ رہا ہے اور اس کے بارے میں یہ شک بھی ہے کہ وہ ڈر کے مارے کلمہ پڑھ رہا ہے تو اس کے

بارے میں بھی جناب نبی اکرم ﷺ کا یہ انداز ہے۔ جناب چیئرمین! عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر جناب نبی کریم ﷺ یہی ارشاد فرمارہے ہیں کہ آج کا دن انتہائی مبارک دن ہے اور بیت اللہ انتہائی مبارک مقام ہے اور یہ بڑی قدر و قیمت کا حامل ہے لیکن انسانی خون اس سے زیادہ مبارک ہے اور زیادہ احترام رکھنے والا ہے۔

جناب چیئرمین! اس پوری کارروائی کو اگر ہم دیکھتے ہیں تو یہ دین اسلام کی سر بلندی کے لیے جدوجہد نہیں ہے، اس کا قول ایک ہے اور فعل دوسرا ہے۔ کسی دوسرے کی جنگ لا کر ہم پر مسلط کر رہے ہیں لیکن جہاں تک ہماری state اور حکومت کی کارروائی کا تعلق ہے کہ ہم writ of government بحال کرنا چاہتے ہیں۔ اس دعویٰ میں کوئی حقیقت اور صداقت نہیں ہے۔جناب چیئرمین! میری چند گزارشات ہیں آپ مہربانی کرکے ان کو سنیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! ذرا وقت کا خیال کریں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! سوات چاروں طرف سے پاکستان ہے۔ اس کے کسی ایک طرف بھی غیر ملک نہیں ہے۔ اسلحہ یہاں کیسے آیا؟ Militants کیسے آئے؟ کون سی ایجنسی نے یہ کوتاہی اور کمزوری دکھائی ہے کہ یہاں اسلحہ آنا شروع ہوا اور جمع ہونا شروع ہوا؟ یہ ہمارے تحفظات ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ دو سال سے FM چل رہا ہے اور کوئی حکومتی ادارہ اس کو بند کرنے کے لیے نہیں ہے۔ ایک طرف تو حکومت جماعت الدعوۃ کے خلاف ایک اعلان کرتی ہے اور پورے ملک میں اس کے دفاتر seal ہوتے ہیں اور پورے ملک میں اس کے لوگوں کو ہتھکڑیاں لگتی ہیں اور وہ جیلوں میں جاتے ہیں مگر دو تین سال سے یہ ایف ایم ریڈیو چل رہا ہے حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ تیسری بات اس کے موبائل فون، اس کا پیٹرول، اس کے لیے رسد کا سامان سب کچھ اس تک پہنچ رہا ہے تو ریاست کہاں ہے؟ ریاستی ادارے کہاں ہیں، کون حکومت کر رہا ہے وہاں۔ میں خود گواہ ہوں کیوں کہ میں مالاکنڈ ڈویژن کی اس جگہ کا رہنے والا ہوں جہاں پورے مالاکنڈ ڈویژن کا مرکزی نکتہ ہے۔ میں خود متاثرین میں سے ہوں اسی وجہ سے میں گزارش کروں گا کہ ان حقائق تک پہنچنے کے لیے کچھ وقت آپ نے دینا ہوگا۔

جناب چیئرمین: اسی لیے آپ کو وقت دے رہے ہیں مولانا صاحب! کیوں کہ آپ اس area کے ہیں۔ بعد میں آپ حاجی عدیل صاحب کو ضرور بتائیے گا۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! اضلاع کی حکومتوں نے دس بار سے زیادہ اپیل کی ہے کہ ہمیں تحفظ دیا جائے اور ہمیں ان چیزوں کی ضرورت ہے، پولیس کو مارا جا رہا ہے اور انہوں نے فرنٹیئر کانسٹیبلری مانگی ہے، فلاں چیز مانگی ہے مگر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ اگر اب اتنی بڑی کارروائی ہو رہی ہے تو اس وقت جو ضلعی حکومتیں مانگ رہی تھیں تو کیوں نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! میں جو بات کر رہا ہوں یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ اضلاع کی حکومتیں مدد مانگ رہی تھیں مگر حکومت ان کو تحفظ نہیں دے رہی تھی۔ حتٰی کہ یہی لوگ جن کا آپ کہہ رہے ہیں اس وقت سوات میں پریس کانفرنسیں کر رہے تھے اور حکومت بڑے بڑے اشتہارات چھپوا کر لوگوں کو کہتی ہے کہ وہ کہاں ہیں اس کا اتنا انعام ہے۔ وہ پریس کانفرنسیں کر رہے ہیں، ٹیلیفون پر دنیا کو اطلاعات دے رہے ہیں کہ فلاں مردہ ہے اور فلاں زندہ ہے تو اس قسم کے آپریشن، ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ ملک اور قوم کے لیے کارگر ثابت ہو سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین! ہم وہاں کے رہنے والے ہیں، یہاں پر طالبان کا مورچہ ہوتا ہے اور وہاں پر فوجیوں کا۔ یہاں سے فون کرتے ہیں اور گاڑی آجاتی ہے اور وہاں سے لوگوں کو اٹھالیتے ہیں تو نہ فوج کچھ کہتی ہے اور نہ دوسرے ادارے کچھ کہتے ہیں یہ کیسی writ of government کی بحالی کے لیے ہو رہا ہے؟ جناب چیئرمین! پورے آپریشن میں ہیلی کاپٹر، جیٹ طیارے، توپ اور ٹینک استعمال کیے جا رہے ہیں اور نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ جو سرچ آپریشن ہوتے ہیں اور جو لوگوں کو پکڑنے کے لیے اس کو نہیں کہتے پشتو میں کہاوت ہے، (جو کام نہیں کرتے بڑے پتھر کو ہاتھ ڈالتے ہیں) یعنی جو لڑائی نہیں کرنا چاہتے تو وہ بڑے پتھر کو ہاتھ ڈالتے ہیں، جب وہ اٹھا ہی نہیں سکے گا تو لڑائی ہی نہیں ہو گی۔ جناب چیئرمین! دوسری صورت حال یہ ہے۔ جیسا کہ ہمیں آپریشن پر تحفظات ہیں اور آپریشن مسئلے کا حل نہیں ہے اور یہ بھی آپ دیکھیں اور اس وقت کی تقریر یاد رکھیں کہ یہ چند مہینوں کا کھیل ہے، خاموش ہو جائیں گے اور پھر دوبارہ یہ لڑائی شروع ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ ایک اصطلاح ایجاد کی گئی ہے "عسکریت پسند"، ظلم کی انتہا ہے۔ جس کے گھر کو اڑانا ہے، عسکریت پسند ہے، جس آدمی کو اٹھانا ہے، عسکریت پسند ہے۔ کوئی تحقیق، کوئی عدالتی انصاف، بین الاقوامی جنگی جرائم کے قوانین بھی یہاں پر نہیں ہیں۔ جس کے خلاف کارروائی کرنی ہے وہ ہو سکتی ہے۔ میں بصد احترام یہ سوال بھی پوچھنا چاہوں گا کہ جو آپریشن وزیرستان میں ہوا، کیا وہاں حکومت کی رٹ بحال ہو گئی؟ جو آپریشن کرم ایجنسی میں ہوا، وہاں حکومت کی رٹ بحال ہو گئی؟ جو آپریشن خیبر ایجنسی میں ہوا، وہاں

حکومتی رٹ بحال ہو گئی ؟ جو آپریشن باجوڑ اور مہمند ایجنسی میں ہوا کیا وہاں حکومتی رٹ بحال ہو گئی ؟ کیا یہ آپریشن دو سال پہلے سوات میں نہیں ہوا؟ کیا سوات میں حکومتی رٹ بحال ہو گئی تھی ؟لہذا ہم یہ سمجھتے ہیں اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ یہ جنگ ہماری جنگ نہیں ، یہ حکومت بھی ہماری جنگ نہیں لڑ رہی ہے اور طالبان بھی۔ یہ کسی پرائے کی جنگ ہمارے اوپر مسلط کر رہے ہیں اور ہمارے ملک کو برباد کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہاں آپ حکومتوں کا اندازا دیکھیں کہ اس صوفی محمد صاحب کو آٹھ سال جیل میں رکھا گیا ۔ آپ آئین اور قانون سے اچھی طرح واقف ہیں۔پہلے تو وہ ایک کالعدم تحریک کے سربراہ ہیں ۔ آٹھ سال ان کو جیل میں رکھا گیا اور یکدم بلاضمانت رہائی بھی ہو گئی ، کون سا قانون ہے جس کے تحت رہائی ہوئی۔ اگر وہ مجرم ہے تو بلاضمانت کیوں رہا کیا گیا؟ اور اگر وہ مجرم نہیں ہے تو آٹھ سال جیل میں کیوں رکھا گیا؟ جناب چیئرمین! پھر جب مذاکرات کیے جا رہے تھے تو کالعدم تحریک کے اس سربراہ سے کیے جاتے ہیں ، جس کی تحریک کالعدم ہے۔ آپ مجھے بتائیں اگر state کسی کے خلاف کالعدم تحریک کا اعلان کرتی ہے ، اس آدمی سے ، اس سربراہ سے ، اس تحریک سے معاہدہ کرنے کا کیا جواز ہے۔

جناب چیئرمین: غفور حیدری صاحب! یہ سوات سے ہیں ان کو بولنے دیں other three minutes مولانا صاحب! کیوں کہ آپ مالاکنڈ سے ہیں اس لیے تین منٹ اور بول لیں۔ جی۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! مولانا صاحب کا آپ کو پتا ہے کہ دیر سے تعلق ہے جہاں بمباری بھی ہو رہی ہے اور حالات خراب ہیں تو ان کو بولنے دیں۔

جناب چیئرمین: مولانا غفور حیدری صاحب! آپ کا وقت بھی میں ان کو دے رہا ہوں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میرا وقت آپ کے لیے قربان ہے۔

جناب چیئرمین: میرے لیے نہیں ان کے لیے۔ آپ کا وقت میں نے ان کو دے دیا ہے۔ جی مولانا صاحب، مہربانی کرکے اب conclude کرلیجئے، کیوں کہ ابھی کافی مقررین باقی ہیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے بات کرنے دیتے تو میں کبھی کا ختم کرچکا ہوتا۔ جناب چیئرمین! مجھے آپ یہ بتا دیں کہ کالعدم تحریک کے سربراہ سے اور کالعدم تحریک سے مذاکرات ہو رہے ہیں بجائے اس کے کہ جمعیت العلمائے اسلام کا میں وہاں صوبائی امیر ہوں

بیٹھا ہوا ہوں، جماعت اسلامی کا صوبائی امیر وہاں مالاکنڈ ڈویژن میں بیٹھا ہوا ہے۔ عوامی نیشنل پارٹی کا مرکزی راہنما، افضل خان لالہ سوات میں بیٹھا ہے۔ پیپلز پارٹی کا صوبائی راہنما نجم الدین خان جو وفاقی وزیر ہے وہ وہاں بیٹھا ہوا ہے لیکن ہم سے نہیں پوچھا جاتا، ہم سے مذاکرات نہیں کیے جاتے۔ اگر ہمیں مذاکرات میں شامل کردیتے تو صوفی محمد صاحب سے ہم پوچھ سکتے تھے کہ یہ آپ نہیں مانتے کیوں؟ جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ جو یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ صوفی محمد صاحب نے ووٹ کو کفر کہا، صوفی محمد صاحب نے جمہوریت کو کفر کہا، عدالت کو کفر کہا یہ ۲۰۰۹ میں نہیں کہا گیا یہ ۱۹۹۹ میں اس نے کہا۔ اس کی تقریر ریکارڈ پر موجود ہے تو پھر اس کے ساتھ معاہدے کی کیا ضرورت تھی۔ state کہاں سوئی ہوئی تھی کہ یہ اس کو غیر مسلم کہہ رہے تھے اور یہ عدالتوں کو غیر اسلامی عدالتیں کہہ رہے تھے اور یہ ووٹ کو کفر سمجھتے تھے اور یہ جمہوریت کو کفر سمجھتے تھے، پھر صوبائی حکومت جا کر اسی آدمی سے معاہدہ کرلیتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معاہدہ نہیں تھا یہ آپریشن کے لیے راہ ہموار کرنے کی سازش تھی جس کے لیے بہت جلد ان کو رہا کیا گیا اور بہت جلد معاہدہ کیا گیا اور بہت جلد آپریشن شروع کیا گیا اور بہت جلد اس کو دوبارہ جیل بھیج دیا گیا۔ جناب چیئرمین! یہ سب ڈرامہ ہے۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ آپ نے اپنے arguments میں اس کو conclude کردیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ طارق عظیم صاحب آپ بولیں گے۔ جی پہلے مولانا صاحب کو تقریر ختم کرنے دیں کیوں کہ یہ مالاکنڈ سے ہیں۔ آپ مالاکنڈ سے نہیں ہیں۔ جی مولانا صاحب۔ مولانا صاحب دیکھیں آپ اتنا وقت لے رہے ہیں جس کی وجہ سے سب پریشان ہو رہے ہیں۔ آپ مکمل کرلیں جی۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: میں بصد احترام دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک تعالٰی ان کو پریشان نہ کرے یہ ہمارے بہن بھائی ہیں۔ آج مجھ پر ہے تو کل آپ پر بھی ہوسکتا ہے تو پھر میں بھی ایوان میں بات نہیں کرنے دوں گا۔ جناب چیئرمین! گزارش یہی ہے کہ اگر مالاکنڈ میں آپریشن ہو رہا ہے تو آپریشن کے نتیجے میں دس بار سے زیادہ صوبائی حکومت اعلان کرچکی ہے۔

جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! گزارش یہی ہے کہ اگر مالاکنڈ میں آپریشن ہو رہا ہے تو آپریشن کے نتیجے میں دس سے زیادہ بار صوبائی حکومت اعلان کرچکی ہے کہ بونیر اور

ڈگر clear ہو گیا۔ ونگ ہمارا clear ہو گیا۔ تحصیل ارجنڈ زئی clear ہو گئی۔ پھر FC کو واپس کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ جناب چیئر مین! تین مہینے یہ لوگ یہاں۔۔۔۔

جناب چیئر مین: زاہد صاحب آپ بیٹھ جائیے۔ زاہد صاحب please بیٹھ جائیے۔ Please تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: مجھے آپ باری دیں گے تو پھر میں ان کا جواب دوں گا۔

جناب چیئر مین: اچھا ٹھیک ہے۔ بالکل آپ کو ٹائم ملے گا۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئر مین! جون، جولائی اور اگست کے ان گرم مہینوں میں ان لوگوں کو رکھ کر پیسے جمع کئے جاتے ہیں۔ کوئی دوسری بات نہیں ہے۔ دولت جمع کی جاتی ہے اور جناب چیئر مین! مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ ایئر کنڈیشنڈ خیمے آئے ہوئے ہیں۔ مردان کے گوداموں میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ IDPs کو کیوں نہیں دیے جا رہے؟ پنکھے آئے ہوئے ہیں، کولر آئے ہوئے ہیں۔ جناب چیئر مین! فریج آئے ہوئے ہیں وہ گوداموں میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین: چلیں ٹھیک ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئر مین! میں گزارش کروں گا۔

جناب چیئر مین: مولانا صاحب please اب آپ بیٹھ جائیے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: ایک بات کی اجازت دے دیں

جناب چیئر مین: نہیں آپ بیٹھ جائیے اس سے زیادہ نہیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: اس وقت آپریشن کے بارے میں دینی مدارس کو ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے۔ علما کو ٹارگٹ بنایا جا رہا ہے۔ ہم نے یہ جرم کیا ہے کہ ان لوگوں کے خلاف اتنا بڑا اعلانیہ جاری کر کے ہم نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لیا اور آج جناب چیئر مین! چارسدہ میں ایک شیخ الحدیث کو پکڑ کر press conference کی گئی کہ master mind خود کش کو گرفتار کر لیا گیا، یہ کوئی بات ہے۔ جناب چیئر مین!۔۔۔

Mr. Chairman: Thank you.

مولانا صاحب please, please بیٹھ جائیے۔ نہیں please بیٹھ جائیے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: میں احتجاجاً بیٹھ جاتا ہوں۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب تمام پارٹیوں کو وقت دیں۔

جناب چیئرمین: طارق عظیم صاحب کے بعد آپ کو بھی موقع ملے گا۔

Senator Tariq Azeem Khan: Thank you Mr. Chairman.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Because of paucity of time I will try to be strict about the time.

Mr. Chairman: I think we will have to continue the discussion tomorrow also, the way the things are going....

سینیٹر طارق عظیم خان: چند اہم نکات ہیں جن کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا صاحب نے 1979-1989 کی تاریخ کی بات کی۔ یہ اتنی اہم بحث ہے اور اتنی لمبی بحث ہے کہ اگر اب ہم اس تاریخ میں چلے گئے تو شاید یہ بحث ختم کرنی مشکل ہو جائے اور یہ بھی بولنا اور بتانا ضروری ہے کہ اس stage پر ہم کیسے اور کیوں پہنچے؟ یہ ایک لمبی بحث ہے۔ میں آج اپنے IDPs کے حوالے سے ہی بات کرنا چاہوں گا اور وہیں تک اپنے آپ کو محدود رکھوں گا لیکن جب بات ہوتی ہے IDPs کی اور آج کے ایکشن کی بات ہوتی ہے تو ایک سوال ایسا ہے جو سب کی زبانوں پر ہے اور سب پوچھنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کچھ سیاست دان اپنی سیاسی مخالفت کی بنا پر، حالات سے ناواقف ہونے کی وجہ سے یہ بات کرتے ہیں اور افسوس تو یہ کہ کچھ لوگ جو پاکستان میں رہتے ہیں، پاکستان کا کھاتے ہیں اور پاکستان کا پیتے ہیں لیکن اندر سے وہ پاکستان کو کھوکھلا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان میں آ کر، پاکستان میں رہتے ہوئے ایسے بیانات دیتے ہیں کہ پاکستان کے خلاف بات جاتی ہے اور وہ ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان جو ہے وہ اندر سے کمزور اور کھوکھلا ہو جائے۔

اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان fifth columnists کو بھی جواب دیا جائے اور اپنی بہنوں اور بھائیوں کو بھی بتا دیا جائے جن کے ذہنوں میں اور دلوں میں ابھی تک شکوک پائے جاتے ہیں۔ کیا یہ آرمی ایکشن ضروری تھا؟ حکومت نے جو قدم لیا کیا وہ ٹھیک تھا؟ میں صرف اتنا کہوں گا جناب چیئرمین! کہ اس کا صرف ایک جواب ہے، جی! بالکل ٹھیک قدم تھا اور بروقت قدم تھا۔ اگر اس ایکشن میں اور تاخیر کی جاتی تو شاید اس سے بڑا ایکشن لینا پڑتا اور اس سے زیادہ تباہی ہوتی۔ جہاں تک میں نے بات کی

ہے شکوک اور سوالات جو لوگوں کے ذہنوں میں ہیں ان کا جواب میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو دینا چاہیے اور وہ جواب ضرور دے اور بڑا کھل کر جواب دینا چاہیے۔ کیا مسئلہ بات چیت کے ذریعے حل ہو سکتا تھا؟ بالکل، یہی پارلیمنٹ کی رائے تھی۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا جب یہاں پر joint sessionہوا، جب ساری پارٹیوں نے مل کر 14 نکات پر agree کیا تو اس بنا پر کیا۔ جو اس resolution کی بنیاد تھی وہ یہی تھی کہ افہام و تفہیم کے ذریعے، بات چیت کے ذریعے یہ مسئلہ حل کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے right step لیا۔ اس وقت صوفی محمد سے جو agreementہوا وہ اسی طرف اور اسی جانب ایک قدم تھا حالانکہ لوگوں نے اس کی مخالفت بھی کی، پارلیمنٹ کے اندر بھی اور پارلیمنٹ کے باہر بھی، لیکن بہرحال peace جو تھا وہی لوگوں کا motive تھا۔ Peace at any cost والی بات تھی۔ لوگوں کو پتا تھا کہ شاید یہ دیرپا نہ ہو سکے، بہرحال اس کے لئے کوشش کرنی ضروری تھی، اس لئے وہ قدم اٹھایا گیا۔ ہم سب نے دیکھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے دردی سے لوگوں کے سر کاٹے گئے، بے دردی سے لوگوں کو ذبح کیا گیا۔ کس طریقے سے لوگوں کو قبروں سے نکال کر دوبارہ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ جناب! یہ سارا کچھ اسلام کے نام پر کیا گیا جو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف ہماری بلکہ اسلام کی اس سے زیادہ توہین کوئی نہیں کر سکتا۔ یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو پاکستان کے بھی اور اسلام کے بھی دشمن ہیں۔

کیا یہی نظام عدل ہے جناب؟ نہیں جناب! ایسی بات نہیں ہے، ہم سب چاہتے ہیں کہ نظام عدل ہونا چاہیے۔ ہم سب اسلامی شریعت کے حامی ہیں لیکن یہ اسلام نہ تو اسلامی شریعت ہے اور نہ ہی نظام عدل ہے۔ وہاں کے جو local inhabitants تھے کیا ان کو اس چیز کی ضرورت تھی؟ کیا انہوں نے اس چیز کو support کیا؟ اس کا جواب جناب! آج دیر بالا کے عوام دے رہے ہیں۔ Self-protection and self-support کے تحت ان لوگوں کی طرف سے جواب وہاں پر دیا جا رہا ہے۔ یہ جواب ہے کہ کیا وہاں کے لوگوں نے اس کو support کیا یا نہیں؟ اس کا جواب دیر بالا کے عوام آپ کو دے رہے ہیں۔ جب آپ کے سر پر کوئی بندہ بندوق تانے کھڑا ہو تو اس وقت اس کے ساتھ اتفاق کر لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے اور کوئی معنی نہیں رکھتا۔ وہاں پر نہ تو پولیس تھی۔ پولیس والے وہاں سے سارے چلے گئے۔ تھانوں پر حملے کر کے ان کو تباہ کر دیا گیا۔ نہ ہی وہاں پر ایف سی والے تھے۔ ایسے حالات میں لوگوں کا ان کے ساتھ مل جانا یا ایسا لگتا تھا کہ ان کے ساتھ مل گئے ہیں کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔ جناب! نقل مکانی کرنے والے IDPs جن کی ہم بات کر رہے ہیں ان بہنوں اور

بھائیوں کی تکالیف اور ان کی قربانیوں کا ہمیں بخوبی احساس ہے۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں بلکہ ایکشن کی کامیابی کا سہرا بھی انہیں کے سر جاتا ہے۔

جناب والا! میں اس لئے یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ وہاں پر area vacate نہ کرتے تو ہمارے لئے، آرمی کے ایکشن کے لئے تکالیف پیدا ہو سکتی تھیں۔ وہاں پر ایکشن لینے میں آرمی کو delay بھی ہوتی اور نقصان بھی زیادہ ہوتا۔ اس کامیابی کے ہیرو، وہ بھی ہیں۔ ان کو بھی ہمیں سراہنا چاہیے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ان کی قربانیوں کو ساری قوم یاد رکھے۔ کیونکہ اگر وہ قربانیاں نہ دیتے اور وہاں سے نقل مکانی نہ کرتے تو شاید آرمی کو بھی زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا۔ نقل مکانی پر مجبور ہمارے بھائی اور بہنیں جو ہیں ان کی مدد کرنا جناب چیئرمین صاحب! ہمارا قومی فرض ہے۔ اس کے لئے قوم کو مکمل اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے۔ وہی جذبہ آج ہمیں چاہیے جو کہ پاکستان میں زلزلے کے وقت ہم نے دیکھا۔ اس کے لئے حکومت کو بھی چاہیے کہ ان کی rehabilitation and reconstruction کے لئے ابھی سے planning ہونی چاہیے۔ ابھی جو criticism ہو رہا ہے کہ ان کو پتا تھا کہ اتنے لوگ نقل مکانی کریں گے، millions اپنے گھروں سے بے گھر ہو جائیں گے تو کیوں نہیں ان کے لئے planning کی گئی؟ کیونکہ آرمی کو ایکشن لینا تھا اور اس کے بارے میں اگر پہلے سے بتا دیا جاتا کہ یہ ہونے والا ہے تو آرمی کو شاید اتنی کامیابی نہ ہوتی لیکن اب چونکہ پتا ہے کہ لوگوں کو واپس بھی جانا ہے، ان کے سکولز بھی تباہ کر دیے گئے، لوگوں کے گھروں کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے، تو reconstruction and rehabilitation کے لئے ابھی سے planning ہونی چاہیے۔

جناب! اب میں دوسرے point کی طرف آتا ہوں۔ ہمیں بارہا بتایا جاتا ہے کہ ہمارے حالات کو خراب کرنے میں ہمارے ہمسایہ ممالک کا ہاتھ ہے۔ میرے بھائی honourable جناب اسحاق ڈار صاحب نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم کیوں شرماتے ہیں۔ ان لوگوں کے نام پر ہم کیوں نہیں کہتے کہ اس سب کے لئے جیسے ہمیں بتایا گیا کہ یہ افغانستان آرمی کے بندے ہیں ۔ ان کے شناختی کارڈ ہمیں دکھائے گئے، بتایا گیا کہ یہ لوگ یہاں پر آ کر action لے رہے ہیں ۔ وہ ہماری حراست میں ہیں۔ اگر یہ ہمارے پارلیمنٹ کے ارکان کو بتایا جا سکتا ہے تو پھر ہمیں کیا چیز روک رہی ہے کہ ہم قوم کو یہ نہیں بتانا چاہتے۔ ہم اپنی قوم کو confidence میں کیوں نہیں لینا چاہتے۔ ہمیں بتایا کیوں نہیں جاتا instead of that ہم افغانستان کے ساتھ وہ جیبی فارمولے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ نہ ان کے سفیر کو بلا کر کوئی complaint کرتا ہے ، نہ کوئی احتجاج کرتا ہے ، نہ کوئی

demarche کیا جاتا ہے۔ ہمیں بتایا جاتا کہ انڈیا کس طریقے سے ہمارے خلاف کام کر رہا ہے۔ کس طریقے سے ہمارے بچوں کو یہاں سے لے جا کر وہاں trained کیا جاتا ہے۔ ان کی Consulates یہی کام کر رہی ہیں وہ ان کے ویزے issue کرتی ہیں، انڈیا کا passport دیا جاتا ہے۔ انڈیا بھیجا جاتا ہے اور ان کو trained کر کے واپس لایا جاتا ہے۔ پھر دوبارہ ہمارے علاقوں میں بھیجا جاتا ہے لیکن پھر بھی ہم انڈیا کا نام لینے سے کیوں شرماتے ہیں؟ ہمیں اپنی قوم کو بتانا چاہیے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ آج کل جو internet پر، آپ کے You Tube پر اور آپ کے MMS پر لوگوں کے گلے کاٹ کر، ان کے سر کاٹ کے دکھائے جاتے ہیں کیا یہی اسلام ہے؟ کیا یہ لوگ یہی نظام عدل چاہتے تھے؟ یا ان لوگوں کا different agenda ہے، سر کاٹتے ہوئے، ان لوگوں کو ذبح کرتے ہوئے، میں Information Minister Sahib سے درخواست کروں گا کہ جناب کائرہ صاحب! کوشش کیجیے کہ یہی footage جو You Tube پر چل رہی ہے، جس کو ہم سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔ ہم سب کو پتا ہے کہ وہاں پر کیسے سر کاٹے جاتے ہیں۔ اس ماں سے پوچھیے جو اپنے بچے کی لاش بغیر سر کے دفن کر رہی ہے۔ میں کپتان صاحب کا واقعہ بتا رہا ہوں۔ ان لوگوں سے پوچھیے جو دیکھتے ہیں کہ کاٹی ہوئی آنکھوں کے ساتھ پاکستان آرمی کے نمبر کے ساتھ جی ایچ کیو کو post کر دی جاتی ہیں۔ اگر یہی نظام عدل ہے، یہی اسلام ہے تو پھر بتائیں اپنی قوم کو انہیں چیزوں کو جو آج You Tube پر اور MMS پر چل رہی ہیں۔ جناب انفارمیشن منسٹر صاحب! ساری قوم کو بتائیں کہ آج رات کو گیارہ بجے یا بارہ بجے جس وقت بچے وغیرہ نہ ہوں یا وہ لوگ جو نہیں دیکھنا چاہتے، وہ نہ دیکھیں لیکن ساری قوم کو بتائیں کہ نظام عدل کی جو بات ہو رہی ہے اس کی آڑ میں یہ لوگ یہ کچھ کرنا چاہتے تھے اور اس طرح ساری قوم کو پتا چلے گا کہ جو ایکشن ہم لے رہے ہیں وہ ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ اب جو سوالات ہیں ان کا جواب آپ دیکھ پائیں گے۔ یہ بات سارے channels پر چلنی چاہیے، لوگوں کو بتانا چاہیے کہ یہ لوگ یہ چاہتے تھے۔ ہمارے بہن بھائی جو آج ہم سے سوالات کر رہے ہیں، پوچھ رہے ہیں کہ یہ ایکشن ہونا چاہیے تھا یا یہ بات چیت کے ذریعے حل ہو سکتا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کرنے سے ان کے سوالات کا جواب انہیں خود ہی مل جائے گا۔

جناب! اس کے ساتھ میں ایک اور بات بھی کرنا چاہوں گا کہ امریکہ کے بارے میں جو ہمارا رویہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی نظر ثانی ہونی چاہیے، اس ساری سازش میں ان کا کتنا ہاتھ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے انہوں نے کہا تھا کہ ہماری دو لاکھ assault rifles گم گئی ہیں،

ان کے ساتھ grenades and launchers ہمارے گم گئے ہیں، جو لوگ اپنے اسلحے کا خیال نہیں رکھ سکتے، ان کی حفاظت نہیں کر سکتے ہمارے assets کے بارے میں کیسے بات کرتے ہیں کہ جناب! آپ کے assets safe نہیں ہیں۔ یہ وہی ہیں جیسے اسحاق ڈار صاحب نے فرمایا کہ یہ NATO کے اسلحے کی بات ہو رہی ہے تو کیا پھر ان لوگوں کے ساتھ ہمیں ایسی باتیں نہیں اٹھانی چاہییں۔ وہی وائسرے جناب! جو Under Secretary of State سے بھی کم درجے کے ہیں جن کو اپنی سفیر صاحبہ انہیں لینے کے لیے ایئر پورٹ پر نہیں جاتیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہماری جو elected leadership ہے وہ دست بستہ ان کے پیچھے کھڑی ہو جائے؟ کیا یہ اچھا لگتا ہے؟ After all Mr. Chairman we are seventh nuclear missile power of the world تو ہماری قومی غیرت کہاں گئی؟ کہاں گئی ہماری قومی عزت؟

[XXXXXXXXXX]

{Interruption}

جناب چیئرمین: آپ نے جو statement دی ہے اس کو میں expunge کر رہا ہوں۔ کیوں کہ صدر صاحب ادھر موجود نہیں ہیں اس لیے ان کے خلاف آپ کوئی بات نہیں کر سکتے۔
I am expunging statement whatever has been made against the President of Pakistan.

سینیٹر طارق عظیم خان: آخر میں میں صدر پاکستان جناب آصف زرداری صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ چونکہ وہ افواج پاکستان کے سپریم کمانڈر بھی ہیں اور سپریم کمانڈر ہوتے ہوئے وہ اپنے بیرونی دوروں سے تھوڑا سا وقت نکال کر، جو ہمارے افواج پاکستان کے بھائی جو وہاں پر اپنی قربانیاں دے رہے ہیں ان کو فرنٹ پر جا کر شاباش دے دیں، ایسا دوسرے ممالک میں بھی ہوتا ہے۔ میں ان سے یہی درخواست کروں گا کہ جو ان کی قربانیاں ہیں ان کو سراہیں ایک آدھ گھنٹے سے کسی کیمپ میں جانے سے کام نہیں بنتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مسز سعیدہ اقبال۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب چیئرمین! ہماری باری پر ساری بحث exhaust ہو چکی ہے۔ بقول آصف بزنجو صاحب کے ہم پیادے ہیں اس لیے ہمیں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بہرحال میں نے ساری بحث بڑے غور سے سنی اور میں ان ساتھیوں کی مشکور ہوں جنہوں نے دونوں اطراف سے نہایت

ہی سلیقے اور طریقے سے پاکستانی بن کر بات کی۔ جناب! جو اعتراض یہاں اٹھائے گئے ہیں کسی نے سوات والوں کو جاہل کہا۔ میں یہاں یہ وضاحت کرتی ہوں کہ بات صرف سوات کی نہیں ہے ، مالاکنڈ ڈویژن کی ہے اور مالاکنڈ ڈویژن کی بھی نہیں ایک پورے علاقے کی ہے۔

بحث کا موضوع IDPs تھا اور اگر اس پر بات کی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ یہاں پر IDPs کے حوالے سے بھی بہت سی باتیں ہوئیں اور میں یہ بتاتی چلوں کہ ہماری سرحد کی حکومت میں مخلوط حکومت ہے اور ہماری مرکزی حکومت بھی مخلوط حکومت ہے۔ اگر ہم سرحد کی حکومت کے حوالے سے

(X) Words expunged by orders of the Chair.

صرف ANP کا نام لیتے ہیں اور مرکزی حکومت کے حوالے سے صرف پی پی کا نام لیتے ہیں تو یہ ایک غلطی ہے۔ ہم اپنی سرحد کی حکومت اور اپنی وفاقی حکومت اور اپنی دوسری صوبائی entities کے شکر گزار ہیں اور NGO's کے بھی شکر گزار ہیں ، بیرونی طاقتوں کے بھی شکر گزار ہیں کہ ان سب نے مل کر بہت اچھا کام کیا ہے اور جنہوں نے وہاں جا کر دیکھا ہو گا ان کو معلوم ہو گا کہ جو کہا جاتا ہے کہ وہاں کوئی سسٹم نہیں ہے ، یہ بالکل غلط ہے وہاں سب کچھ بہت طریقے سے ہو رہا ہے اور بہت اچھے طریقے سے ہو رہا ہے مگر یہ کام بہت بڑا ہے اور اس کے لیے ہمیں ایک collective effort چاہیے اور ہم مشکور ہیں کہ اس ملک کے بہت سے لوگ انفرادی طور پر بھی اس میں حصہ لے رہے ہیں مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ انفرادی طور پر کام کرنے کی بجائے کسی نہ کسی تنظیم کے حوالے سے بات کی جائے اور میں خاص طور پر خواتین کی نمائندہ ہونے کے حوالے سے اس بات کی توجہ اس طرف دلاؤں گی کہ میں نے وہاں کی خواتین کو دیکھا، مجموعی طور تمام IDPs کے حوصلے انتہائی بلند ہیں۔ وہ اپنی فوج کے پیچھے ہیں اور اپنی فوج کے ساتھ ہیں، باوجود اس کے کہ وہ بہت اچھے حالات میں نہیں ہیں مگر ان کو فوجی آپریشن پر پورا اعتماد ہے اور میری ہر کیمپ میں اور ہر سکول میں بہت سی خواتین اور حضرات سے اور بچوں سے بھی بات ہوئی ہے ، ان کو آپریشن سے اتفاق ہے اور اسی وجہ سے یہ آپریشن ممکن ہو رہا ہے کہ ان کو اتفاق ہے ۔ میں یہ بات بھی کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیں خاص طور جو لوگ IDPs کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ان کو خواتین پر focus کرنا چاہیے کیونکہ وہ جن حالات سے وہاں سے نکلی ہیں ان کی بہت سی ایسی ضروریات ہیں جو ماؤں اور بہنوں کو ہوا کرتی ہیں ، ہم ان ضروریات کو ذہن میں رکھیں اور ان پر خاص توجہ دیں ۔ خاص طور پر جو لوگ مدد کرنا چاہتے ہیں ان سے آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ ہمیں female doctors اور and nurses mid wives کی بہت ضرورت ہے جس کو ذہن میں رکھنا چاہیے اور خواتین کے

لیے دوسری اشیاء کی بھی ضرورت ہے، تمام agencies جو وہاں کام کر رہی ہیں، وہ اتفاق سے کام کر رہی ہیں مگر یہ بات درست ہے کہ rehabilitation کا جب مرحلہ آئے گا تو اس وقت زیادہ effort کی ضرورت ہو گی لیکن اگر قوم متحد رہے گی تو سب کچھ ممکن ہو گا۔ میں نے تو وہاں ایسے ایسے لوگ دیکھے جیسے میں نے ایک خاتون کو وہاں دیکھا جس کے آٹھ بچے اس کے سامنے قتل کر دیئے گئے مگر وہ خاتون پھر بھی یہ کہہ رہی تھی کہ میں اس بیابان میں پڑی ہوں، اس شدید گرمی میں بیٹھی ہوئی ہوں مگر میں مطمئن ہوں کہ جو کیا جا رہا ہے وہ ہمارے لیے کیا جا رہا ہے، وہ ہماری قوم کے لیے کیا جا رہا ہے، ہمارے بچوں کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اگر ان ماؤں کے حوصلے اتنے بلند ہیں تو ہمیں بھی اپنے حوصلے بلند رکھنے چاہییں۔ ہمیں اپنی قوم کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے اور وفاقی اور صوبائی حکومتیں دونوں اس کی کوشش کریں۔

میں تھوڑا سا گلہ ان لوگوں سے ضرور کروں گی آپ کے حوالے سے، نام لیے بغیر جو حکومت میں بیٹھ کر، حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے خود اس آپریشن کے حوالے سے اور بہت سی باتوں کے حوالے سے، حکومت کا ایوان کے اندر اور باہر ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا اور اب مختلف forums پر یہ ہو رہا ہے کہ حکومت پر تنقید کی جا رہی ہے اور منافقانہ رویہ اور بہت سی ایسی باتیں کی جا رہی ہیں جو کسی بھی سیاسی شخصیت کو زیب نہیں دیتیں۔ اس لیے معذرت کے ساتھ میں یہ کہوں گی کہ ایسی باتوں سے گریز کیا جائے کیونکہ آج کل یہ global village ہے، یہ information اور media کا sector بہت advance ہو چکا ہے اور ساری دنیا میں بات پھیل جاتی ہے اس لیے ہمیں اپنی صفوں میں متحد ہونا چاہیے اور خصوصاً میں اپوزیشن کی بھی اور بہت سی NGOs وغیرہ کی بہت معترف ہوں کہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے اس بات کو deal کیا۔ جن لوگوں نے تنقید کی ان کو تنقید کا حق ہے مگر حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو، حکومت کے اقدامات کو منافقانہ کہنا اور بار بار برا بھلا کہنا ایک اچھا رویّہ نہیں ہے۔ اس لیے معذرت کے ساتھ ان سے استدعا ہے کہ اس سے گریز کریں۔ خاص طور پر صدرِ مملکت کی ذات کو یہاں پر متنازع بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، ان پر تنقید کی جا رہی ہے۔ IDPs کی بات ہو رہی ہے اور جس چیز پر بات ہو رہی ہے، اگر ہم parliamentarians اس پر stick نہیں کر سکتے تو پھر دوسرے لوگوں سے ہم کیا توقع رکھیں کہ وہ to the point بات کریں گے۔ جتنا concern یہاں show کیا گیا ہے، اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ ہمارے تمام parliamentarians اور ان کی جماعتیں اور ان کے حلقے کے لوگ، ان کی مدد کریں گے کیونکہ ان IDPs کے دوسرے مسائل بھی ہیں۔ ان کے روزگار کا مسئلہ ہے، ان میں ایسے لوگ ہیں جو

transporters تھے، ان کے کاغذات وہاں رہ گئے، ایسے لوگ ہیں جن کے شناختی کارڈ رہ گئے، نادرا بھی اپنا کام کر رہی ہے، حکومت کی agencies بھی کر رہی ہیں۔ عوام کی سطح پر جو کام ہو رہا ہے، ہم اس سے زیادہ کی توقع رکھتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہر شخص اس میں جو کوئی امداد کی صورت ہو، چاہے وہ مالی ہو، جانی ہو، اشیاء کی صورت میں ہو، ضرور کریں گے۔ انشاء اللہ، اگر ہم مل کر کام کریں گے تو اس مسئلے سے بھی کامیاب اور سرخرو ہو کر نکلیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Mrs. Gulshan Saeed.

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ہاؤس میں جتنی تقریریں ہوئی ہیں، چند لوگوں نے اس صورتحال کو جو کہ ہمارے ملک کے لیے اتنی خطرناک ہے، exploit کرنے کی کوشش کی ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ ان لوگوں کو میں پہچانتی ہوں پچھلے چھ سالوں سے، ان کے منہ میں کبھی زبان نہیں تھی۔ یہ صرف فائدے کی زبان سمجھتے ہیں۔ میں اس وقت بھی، government benches پر بیٹھ کر وہ بات کرتی تھی جو پاکستان اور اس قوم کی بہتری کے لیے تھی اور آج بھی وہی بات کروں گی جو اس کی بہتری کے لیے ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت نمبر بنانے کے چکر میں ہیں، بار بار ذکر کر کے، بار بار تنقید کر کے یہ سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ حالانکہ یہ ایسا وقت ہے کہ اگر کوئی دشمن ہوگا پاکستان کا، وہ بات کرے گا اس طرح کی، دوسرا کوئی بات نہیں کرے گا۔ کیا ہماری افواجِ پاکستان اپنی جانیں دے کر، اس ملک کی سرحدوں کو بچا نہیں رہے ہیں؟ کیا ان لوگوں کو جو سمجھتے ہیں کہ جی انہوں نے آپریشن دیر سے شروع کیا، کیا موقع دینا چاہیے تھا؟ ہمارے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ ہمیں یہی نہیں پتا چلتا کہ ہمارا دشمن کون ہے اور ہمارا دوست کون ہے۔ ان حالات میں اگر پاکستان کی افواج یہ کام کر رہی ہیں تو میرا خیال ہے کہ ساری قوم کو، یہ جو باتیں یہاں بیٹھ کر کرتے ہیں ان کو بھی یونیفارم پہن کر، بندوق لے کر ان کے ساتھ کھڑے ہو جانا چاہیے۔ یہ ہونا چاہیے۔ اس وقت یہ بات کرنی چاہیے کہ ہم لوگ اپنی سرحدوں کو مضبوط کریں بجائے یہاں کھڑے ہو کر تنقید کرنے کے اور ہم لڑیں۔ سب سے پہلے پاکستان کو بچائیں، اس کے بعد پھر اپنے نمبر ٹانکیں اور اپنی سیاست چمکائیں، یہ ہونا چاہیے۔ یہ بات یہ نہیں سوچ رہے۔

حکومت نے جو کچھ کیا، بہت ٹھیک کیا۔ انہوں نے پہلے ان لوگوں کو time دیا، ان کو موقع دیا کہ شاید ہمارے ساتھ صلح صفائی سے یہ لوگ settle ہو جائیں۔ وہ نہیں ہوئے تو پھر انہوں نے یہ دیکھا کہ لوگوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے، مدرسے توڑے جا رہے ہیں، سکول توڑے جا رہے ہیں، لوگوں کو

الٹا لٹکایا جا رہا ہے، مارا جا رہا ہے، لوگوں کی جانیں عذاب میں ڈالی ہیں تو لوگ وہاں سے نکلے ہیں۔ جناب چیئرمین! ویسے نہیں کوئی نکلتا۔ یہ کوئی جا کر سوات اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کے لوگوں سے پوچھے۔ یہاں تک کہ دیر کے لوگ بھی اب مارنے والوں میں شامل ہو گئے ہیں۔ میں دیر کے لوگوں اور افواجِ پاکستان کو سلام پیش کرتی ہوں، کل جب مسجد میں حملہ ہوا تو وہ لوگ ساتھ مل گئے اور انہوں نے جا کر ان لوگوں سے لڑائی کی اور کئی دہشت گردوں کو مارا۔ اس وقت پاکستان کے ہر بندے کی زبان پر یہ ہونا چاہیے کہ پاکستان بچاؤ اور جو تیس لاکھ لوگ وہاں سے آئے ہیں، افغانستان سے جو لوگ آئے تھے، ہم نے ان کی اتنی امداد کی تھی، جب disaster ہوا تباہ کن زلزلے کا، اس وقت ہم نے امداد کی تھی، اس وقت تو ہمارے اپنے بہن بھائی تکلیف میں ہیں۔ اگر ان کو چیزیں دی جا رہی ہیں یا کوئی مدد کر رہا ہے تو وہ اپنے آپ کو بچا رہا ہے۔ ان کا قصور کیا ہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔

ہر بندے کو اپنی استطاعت کے مطابق ان کی physically بھی اور morally بھی help کرنی چاہیے بجائے اس کے کہ یہاں بیٹھ کر باتیں کریں کہ یہ ہو رہا ہے، وہاں fridge آئے پڑے ہیں وہ نہیں دیے جا رہے، غلط باتیں اس طرف سے بھی میں نے دو چار سنی ہیں جو کہ بالکل غلط ہیں۔ کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ موجودہ گورنمنٹ، اپنی government کے time پر بھی جو باتیں ہوتی تھیں، ان پر کبھی criticism نہیں ہوا تھا تو اب بھی نہیں ہونا چاہیے۔ اس وقت تو ملک بچایا جا رہا ہے لہٰذا بات وہ کرنی چاہیے جو بالکل صحیح ہو۔ ہمیں اس وقت ہاتھ مضبوط کرنے چاہییں گورنمنٹ کے، فوج کے، security forces کے اور اپنی مال و دولت کو ان پر نچھاور کرنا چاہیے، ان کا مورال high کرنا چاہیے، ان کو سلام پیش کرنا چاہیے اور ہمیں خود جانا چاہیے۔ یہ جو leaders یہاں بیٹھے ہیں، ان کو وہاں کیمپوں میں ہونا چاہیے۔ یہ جا کر وہاں ان کی خدمت کریں تب پتا چلے کہ یہ leaders ہیں۔ Leader کا کام کیا ہے، وہاں جائیں، ان کو مال و دولت اپنا تھوڑا سا صدقے میں دے دیں اور ان کو سہولت بہم پہنچائیں جو اتنی تکلیف میں ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جوں ہی آپریشن ختم ہو، وہ لوگ آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو جانا شروع ہو جائیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جی آپریشن ختم نہیں ہوگا، اس کے بعد کیا ہوگا۔ ایسی باتیں سوچی جاتی ہیں۔ کیوں آپریشن ختم نہیں ہوگا؟ باقی رہ گئی بات انڈیا کی، باقی رہ گئی بات ہمارے دشمن افغانستان کی یا NATO کی، یہ سب کھلی ہوئی چیزیں ہیں۔ ہم اگر آپس میں مضبوط ہوں گے، آپس میں criticism نہیں کریں گے، وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ سب سے پہلے تو ہمیں آپس میں یکجہتی پیدا کرنی چاہیے۔ یہ

سینیٹ اسی لیے ہے کہ چاروں صوبوں کے لوگ آپس میں محبت پیدا کریں، آپس میں یک جہتی پیدا کریں۔ اس وقت politics چھوڑ دیں، اس وقت کہیں کہ پہلے ملک بچانا ہے، سپاہی بننا ہے، ہم نے اپنے لوگوں کو سہولت دینی ہے، ان کو واپس resettle کرنا ہے، اس کے بعد کسی دوسری چیز پر بات کرنی ہے۔ یہ باتیں اس وقت اچھی نہیں لگتیں کہ فلاں چیز پر criticism کر لیا، یہ ہو گیا، فلاں بندہ آگیا، ان کو ہم نے ایسے receive کر لیا، یہ بالکل غلط باتیں ہیں۔ اس وقت ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ جو آپریشن ہو رہا ہے وہ کامیاب ہو، اس کے لیے ساری قوم ایک زبان ہو کر کہے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کو داد دیتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہمیں بھی بلائیں، ہم بھی آپ کے ساتھ کام کریں گے۔ دوسری چیز جو لوگ مہاجر ہوئے ہیں، ان کی help کی جائے، ہر طریقے سے help کی جائے۔ جناب! ایک خاتون ہو کر، میں جتنی help کر سکتی تھی، میں نے کی ہے، اپنی پارٹی کے through بھی کی ہے، خود بھی کی ہے اور میں آئندہ بھی کرنا چاہتی ہوں۔ اسی طرح ہر بندے کا یہی جذبہ ہونا چاہیے بجائے یہ کہ پرانی باتیں نکال کر بیٹھ جائیں۔ باقی رہ گئے ہمارے دشمن تو وہ سب کو پتا ہے، پہلے اپنی سرحدیں تو secure کر لیں، اس کے بعد پھر بات کریں کہ سیاست کہاں چمکانی ہے۔ اس وقت یہ موقع نہیں ہے ایسی باتیں کرنے کا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Thank you. Professor Ibrahim sahib.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ اس وقت بہت بڑا انسانی المیہ رونما ہو چکا ہے اور حکومت کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق جو پریس اور میڈیا میں آرہے ہیں، تیس لاکھ سے زائد آبادی نقلِ مکانی پر مجبور ہے۔ سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اتنے بڑے پیمانے پر اس نقل مکانی سے صرف نظر ممکن تھا؟ اتنی بڑی نقل مکانی موجودہ آپریشن کے بعد شروع ہوئی ہے۔ 26 اپریل کو میدان دیر میں آپریشن شروع ہوا، 28 اپریل کو بونیر میں اور اس کے ساتھ ہی پھر سوات میں شروع ہوا۔ اتنے بڑے پیمانے پر نقل مکانی دنیا کی تاریخ میں ایک انوکھی مثال ہے۔ جناب والا! افغانستان سے جو لوگ ہجرت پر مجبور ہوئے تھے ان کی تعداد سالوں بعد تیس لاکھ سے بڑھی تھی جبکہ یہاں پر دنوں میں یہ تعداد تیس لاکھ تک چلی گئی ہے اور اتنی بڑی تعداد میں لوگ اپنا گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

جناب والا! دوسرا سوال civilian casualties کے بارے میں ہے۔ اس وقت civilian casualties کے بارے میں مکمل خاموشی ہے۔ ISPR کی طرف سے جو بھی رپورٹ شائع ہوتی ہے اور

D.G ISPR جو بھی بیان جاری کرتے ہیں، آج کا بیان شاید ساڑھے تیرہ سو عسکریت پسندوں کے مارے جانے اور 80 یا اس کے لگ بھگ پاکستانی فوج کی casualties کے باری میں ہے لیکن وہاں مقامی آبادی کے کتنے لوگ قتل ہوئے؟ کن لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوئے؟ اس بارے میں مکمل خاموشی ہے اور میڈیا کو بھی وہاں پر جانے کی اجازت نہیں ہے کہ وہ معلومات دے دیں کہ فی الواقع اصل صورتحال کیا ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے کہنے دیجیے کہ عسکریت پسندوں کی جو تعداد بتائی جاتی ہے وہ سچائی پر مبنی نہیں ہے۔ بونیر میں آپریشن کے پہلے دن ایمبیلا میں ایسے کارروائی ہوئی کہ رستم کے علاقے میں بھاری توپ خانے کو نصب کرکے ایمبیلا کو مارنا شروع کر دیا گیا اور ISPR کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا کہ ہم نے اکیس ایسی گاڑیاں تباہ کر دی ہیں جو خودکش بمباری میں استعمال ہونے والی تھیں۔ جناب والا! جبکہ وہاں کے مقامی لوگوں کے بیان کے مطابق ان میں سے ایک بھی گاڑی عسکریت پسندوں کی نہیں تھی، ان تمام گاڑیوں میں وہ لوگ سوار تھے جو آپریشن کی وجہ سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے تھے، ان لوگوں کو مارا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ ان میں سے چار pick ups وہ تھیں جن میں بھینسوں کو load کیا ہوا تھا، اس کی تصدیق جیو ٹی وی کے نمائندے حامد میر صاحب نے بھی کی، اس نے وہاں جا کر ٹی وی پر یہ footage دکھائی اور کہا کہ ایک گاڑی میں بھینس کی کھوپڑی پڑی ہوئی ہے جو کہ صاف دکھائی دے رہی ہے۔ جناب والا! صورتحال یہ ہے کہ جو عسکریت پسندوں کی casualties بتائی جا رہی ہیں ان میں سے 90% عوام کی casualties ہیں۔ جھوٹے بیانات دیے جا رہے ہیں سچ بیان نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس آپریشن کا تیسرا بڑا المیہ کرفیو ہے، بٹ خیلہ میں کرفیو ہے اور جو لوگ کسی وجہ سے گھر سے باہر پکڑ لیے جاتے ہیں ان کی قمیضیں اتروائی جاتی ہیں، ان کو سڑک پر منہ کے بل لٹایا جاتا ہے اور فوجی بوٹوں سمیت ان کی پیٹھوں پر چلتے ہیں۔ جناب والا! بزرگوں اور بڑوں کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا گیا۔ یہ بھی رپورٹیں ملی ہیں کہ جس نے بھی بھاگنے کی کوشش کی انہیں یہ بھی پتا ہوتا ہے کہ یہ عوام میں سے ہے لیکن اس کو بھی گولی مار دی جاتی ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اس آپریشن کے دوران مقامی آبادی میں سے کسی کو بھی اپنا دوست قرار نہیں دیا جا رہا ہے، ہر کسی کو دشمن کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ یہ بہت ہی افسوسناک صورتحال ہے۔ جناب والا! 26 اپریل سے یہ آپریشن شروع ہے اور 29 مئی کو سرحد کے اخبارات میں اکیس افراد کے نام جن میں سے اٹھارہ کی تصاویر بھی شائع کی گئیں کہ یہ لوگ مطلوب ہیں اور زندہ یا مردہ ان لوگوں کی گرفتاری پر دس لاکھ روپے سے لے کر پچاس لاکھ روپے

تک کی رقم ان کے سروں کی قیمت مقرر کی گئی ہے۔ اس کے ایک دن بعد محترم وزیر داخلہ نے بیان میں پچاس لاکھ روپے کو پانچ کروڑ روپے تک بڑھا دیا۔ اس کے دو دن بعد ایکسپریس اخبار میں انہی میں سے ایک فرد کمانڈر لیاقت کے بارے میں تصویر کے ساتھ خبر شائع ہوئی کہ یہ آدمی حکومت کی قید میں ہے۔ یہ ہماری intelligence کی حالت ہے اور ہم نے اس آپریشن کو جاری رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! وہاں سے لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے اور کچھ لوگوں کے کراچی میں رشتے دار تھے جبکہ ایک تنظیم نے اعلان کرنا شروع کر دیا بلکہ پہلی رپورٹ تو پنجاب کے بارے میں بھی آئی لیکن بعد میں پنجاب کی حکومت نے وضاحت کر دی اور انہوں نے ان لوگوں کو خوش آمدید کہا لیکن کراچی میں ایک تنظیم نے کہا کہ ان کو یہاں پر نہ آنے دیا جائے۔ جناب والا! جو لوگ ساٹھ سال پہلے ملک کی خاطر اپنا وطن چھوڑ چکے تھے اسلام کی خاطر ان کو تو قبول کیا گیا اور ان لوگوں کو بے گھر کیا گیا ان کو آنے نہیں دیا جا رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا صوفی محمد نے بیان دیا، مولانا گل نصیب خان نے اس کی وضاحت کر دی، میں اس کی مزید وضاحت میں نہیں جانا چاہتا۔ ان کی بات سے کسی نے بھی اتفاق نہیں کیا لیکن اس شخص کے بیان پر پینتیس لاکھ افراد کو بے گھر کیا گیا، اس کے بیان پر اتنی civilian casualties ہوئیں، اس کے بیان پر اب بھی یہ ہو رہا ہے کہ مردان سے قافلہ شروع ہوتا ہے اور پورے راستے میں غیر اعلانیہ کرفیو نافذ ہو جاتا ہے۔ آج کے اخبار میں بھی شیر گڑھ کے بارے میں خبر ہے کہ دو افراد کو فوجیوں نے گولی مار دی ہے۔ جناب والا! میرے شہر میں تو عرصہ دراز سے یہ ہو رہا ہے کہ جب بھی قافلہ میران شاہ کی طرف جا رہا ہوتا ہے اور جس کسی کو بھی سڑک کے کنارے کھڑے دیکھا جاتا ہے اس کو گولی مار دی جاتی ہے۔ ایک شخص کے بیان پر اتنی بڑی سزا اور جس شخص نے آئین کو دو مرتبہ جوتی کی نوک پر رکھ کر ٹھوکر لگائی، جنرل پرویز مشرف کو تو guard of honour پیش کر کے رخصت کیا گیا، اس کو تو اب بھی security فراہم کی جا رہی ہے، اس کو معاف کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ اس بات کا اہل ہے کہ اس کو عدالت کے کٹہرے میں ملزم کی حیثیت سے کھڑا کیا جائے اور اس پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔

جناب چیئرمین! ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ نے 17th Amendment میں اس کا ساتھ دیا تھا، اگر 17th Amendment میں ساتھ دینا کوئی جرم تھا تو میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں کہ مجھے اس کی جو بھی سزا بنتی ہے وہ مجھے دی جائے لیکن اس بڑے قومی مجرم کو معاف نہ کیا جائے، اس کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے، اس کے خلاف آئین کی دفعہ 6 کے

تحت مقدمہ چلایا جائے۔ جناب والا! میں آخری بات عرض کر رہا ہوں اور میرا سوال ہے کہ یہ طالبان کس کی تخلیق ہیں؟ یہ وضاحت تو مولانا گل نصیب خان صاحب نے کر دی ہے، میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ طالبان کو بنانے میں ISI کا کیا کردار رہا ہے؟ ہماری فوج کا اس میں کیا کردار رہا ہے؟ انہوں نے لوگوں کے گلے کاٹے، کیا کرفیو کے دوران گلے نہیں کاٹے؟ کرفیو کے دوران لوگوں کی لاشوں کو قبروں سے نکال کر مینگورہ کے چوک میں نہیں لٹکایا گیا؟ اس وقت یہ فوج کیا کر رہی تھی؟ جس وقت انہیں اسلحہ فراہم ہو رہا تھا ہماری intelligence agencies اتنی بے خبر تو نہیں ہیں، اس ساری کارروائی میں اگر ہماری فوج کا کردار ہے، ہماری ISI کا کردار ہے تو ان سے بھی پوچھنا چاہیے کہ تم پہلے بناتے ہو اور پھر بگاڑتے ہو۔ میں اپنی بات جناب نوابزادہ نصراللہ خان مرحوم کے اس شعر پر کروں گا، فوج ہمارے ساتھ جو کچھ کر رہی ہے، ہمارے ملک کے ساتھ، ہماری عوام کے ساتھ وہ اس طرح ہے کہ

بگاڑ کر بنائے جا بنا کر پھر بگاڑتا جا
کہ میں تیرا چراغ ہوں جلائے جا بجھائے جا

آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ آخری مقرر لیں گے کیونکہ دو Call Attention Notices بھی ہیں and we will continue the discussion tomorrow یا ہم باقی تمام مقرروں کو کل ہی لیں گے۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سمیعہ صدیقی صاحبہ آپ بیٹھ جائیں، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ جو بھی مقرر ہو گا اس کو صرف تین یا چار منٹ بات کرنے کا موقع ملے گا کیونکہ جو دو Call Attention Notices ہیں ان پر پندرہ سے بیس منٹ تو لگ جائیں گے ان پر بھی بات کرنا ضروری ہے۔ So, we will resume the discussion on the IDPs tomorrow اور اس وقت Call Attention Notices لے لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر سمیعہ یوسف صدیقی: جن لوگوں نے میرے بعد اپنا نام لکھوایا ان کی تو باری آ گئی ہے لیکن میری باری ابھی تک نہیں آئی۔ I just wanted to bring it to your notice.

جناب چیئرمین: اگر آپ تین یا چار منٹ میں بات کرنا چاہتی ہیں تو پھر آپ بات کر لیں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: میں بات کرلوں گی جی۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پھر آپ بات کرلیں۔ ہم کسی کو ناراض نہیں کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین!

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب والا! شکریہ سب سے پہلے تو میں اپنے فوجی جوانوں کو، جنہوں نے اس ملک کو بچانے کے لیے اور اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، سلام پیش کرتی ہوں، ان کی ماؤں کو سلام پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم دوسروں کی جنگ لڑتے لڑتے اپنی جنگ میں involve ہوگئے اور یہ صرف اپنی جنگ نہیں بلکہ میں سمجھتی ہوں یہ insurgency ہے جس طرح سیلون میں ہوا اسی طرح یہاں ہوا، یہ insurgency ہے and we are fighting an insurgency. ہمیں اپنی فوج کی ہمت بڑھانی چاہیے اور appreciate کرنا چاہیے کہ اگر یہاں فوج نہ آتی تو ایک ملک میں دو حکومتیں ہوتیں۔ the writ of the government was being challenged, so I think اس چیز کو ہمیں appreciate کرنا چاہیے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ عرض کروں کی کہ ہمیں joint session میں جو فلم دکھائی گئی اب اس میں کوئی راز کی بات تو رہی نہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ کیا ہی بہتر ہو کہ through the media یہ فلم عوام کو دکھائی جائے جیسا کہ طارق عظیم صاحب نے کہا I totally agree with him کہ late hours میں دکھائی جائے اور اس سے پہلے یہ لکھ دیا جائے کہ جن کے دل کمزور ہیں یا فلاں فلاں جو بھی ہوتا ہے اس کو نہ دیکھیں اور اس کی تشہیر کی جائے۔ اس بات پر میں اس لیے زور دے رہی ہوں کیونکہ صوفی محمد کے بارے میں بہت سارے لوگوں کا خیال مختلف تھا لیکن جب انہوں نے ٹی وی پر صوفی محمد کا انٹرویو سنا تو اس سے ان کو اس کی علمی قابلیت اور vision کا اندازہ ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں کتنا واقف ہے اس کا اندازہ ہوا۔ میں Geo کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ٹی وی پر ایک ایسا پروگرام پیش کیا جس سے عام پبلک کی آنکھیں کھلیں اور انہیں صوفی محمد کی حقیقت کا پتا چلا اور عوام کی رائے فوجی operation کی favour میں ہوگئی تو میں سمجھتی ہوں کہ اس انٹرویو کے بعد عوام پر بڑا impact پڑا تو ایسے پروگرامز دکھانے چاہئیں۔ ساتھ ہی ساتھ میں اپنے میڈیا سے گزارش کروں گی کہ میں نے سنا ہے کہ ہمارے ایک television channel کے 34 per cent shares جو ہیں وہ کسی Indian group کے ساتھ ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ جہاں ہمارا میڈیا ایک

بہت positive role play کر رہا ہے وہاں میں نے ایک پروگرام دیکھا جس کو دیکھ کر مجھے شرم آئی اور مجھے اچھا نہیں لگا۔ وہ شاہد مسعود صاحب کا پروگرام تھا جس میں انہوں نے ایک بھارتی صحافی جس کا نام سعید نقوی ہے اس کا انٹرویو لیا اور اس سے پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے حالات کے بارے میں comments لیے گئے اور اس بھارتی صحافی نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ حکومت نہیں چلے گی اور آئندہ دور نواز شریف صاحب کا ہے۔ I just want to put a question, who the hell is he to comment on whatever is happening in Pakistan ہمیں بھی تھوڑے سے تحفظات کے ساتھ بات چیت کرنی چاہیے we should not let anyone outside from Pakistan کہ ہمارے معاملات میں مداخلت کرے اور ہماری حکومت کے بارے میں comments دے۔

جناب والا! تیسری بات میں آپ سے یہ کروں گی کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ٹی وی پر وزرا بھی آ کر یہی کہتے ہیں کہ اس insurgency میں بھارت کا ہاتھ ہے اور ہتھیار اور پیسہ وہاں سے آ رہا ہے میں متعلقہ وزیر سے آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا کبھی انہوں نے بھارتی حکومت سے بھارتی سفیر کو بلا کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا، کوئی احتجاج اس کے ساتھ lodge کیا یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تو یہ بہت غلط بات ہے۔ انہیں فوری طور پر بھارتی سفیر کو طلب کرنا چاہیے اور انڈیا سے احتجاج کرنا چاہیے۔ انڈیا میں ایک چیونٹی مرتی ہے تو پوری دنیا میں واویلا مچ جاتا ہے لیکن یہاں کئی لوگوں کی جانیں جا رہی ہیں مگر کسی پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ ہم انڈیا کا نام خفیہ اور دبے الفاظ میں لیتے ہیں۔ ہم کھل کر کیوں نہیں لیتے، ہم کیوں اس چیز کی تشہیر نہیں کرتے کہ there is Indian involvement in Swat, in Pakistan. اس چیز کو highlight کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں معذرت خواہانہ رویے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور امریکہ سے کہا جائے کیونکہ امریکہ کی وجہ سے حالات خراب ہوئے جو کچھ افغانستان میں ہوا، جو ہتھیار پکڑے جا رہے ہیں جو ہم میڈیا پر سنتے اور دیکھتے ہیں کہ وہ امریکی اور روسی ہتھیار ہیں تو میں سمجھتی کہ why not to protest with America and ask America to pressurise India کہ وہ افغانستان کے ذریعے جو حرکتیں پاکستان میں کر رہا ہے، infiltration ہو رہی ہے کیونکہ اس میں ہندو اور سکھ بھی پکڑے گئے ہیں اور جو funds and weapons distribution ہے تو امریکہ جو آج کل ہمارا مائی باپ بنا ہوا ہے، اس کو ہم اتنا تو کہہ سکتے ہیں کہ آپ انڈیا کو pressurise کریں اور اس چیز کو روکیں کہ وہاں سے

weapons and funding نہ ہو۔ اگر ان کو انڈیا سے weapons and funding وغیرہ نہ ہو تی تو یہ insurgency بھی نہ ہوتی اور انڈیا کے کردار سے ہم سب واقف ہیں جو اس نے سری لنکا میں کیا اور ۳۷ سال بعد جا کر وہ جنگ ختم ہوئی and thanks to Pakistani soldiers کہ ان کی وجہ سے بھی یہ جنگ ختم ہوئی۔

جناب والا! جہاں بھی کوئی سنگین صورت حال ہوتی ہے اور ملک کو بچانے کی بات ہوتی ہے اور جنگی فضا قائم ہوتی ہے وہاں collateral damage تو لازمی ہوتا ہے گیہوں کے ساتھ گھن بھی پستا ہے لیکن ہمیں for a greater cause چند قربانیاں دینی پڑتی ہیں اس سے ہم پہلو تہی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب والا! مجھے مزید پانچ منٹ چاہیئں۔

جناب چیئرمین: آپ نے تو چار منٹ کا وعدہ کیا تھا۔ You compromise on 3 minutes.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: ٹھیک ہے، میں جلد ختم کرنے کی کوشش کروں گی۔ جناب والا! میں ایک اور گزارش کروں گی۔ یہاں ڈرونز کی بات ہوتی ہے، ہمارے باہر سے آئے ہوئے مہمان ہالبروک کا کہنا ہے کہ مجھ سے ڈرونز کے بارے میں کوئی بات چیت نہیں ہوئی جبکہ ہمارے وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ میں نے ہالبروک کے ساتھ ڈرونز کے بارے میں بات کی ہے۔ اب مجھے بتایا جائے کہ ہم وزیر اعظم کی بات پر یقین کریں یا باہر سے آئے ہوئے مہمان کی بات پر یقین کریں۔ ہمیں تو نہیں پتا کہ کیا بات چیت ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ زیادہ authentic بات وہ ہے جو ہالبروک نے ہمارے میڈیا کے سامنے کہی اور زیادہ تر لوگ اسی کے ساتھ جاتے ہیں اور سنا جاتا ہے کہ وزیر اعظم نے face saving کے لیے یہ بات کر دی ہے۔ وزرا میں کوئی coordination نہیں ہے ایک دفعہ ٹی وی پر اعلان ہوتا ہے کہ مولوی صوفی پکڑے گئے ہیں، دوسرے منٹ وزیر داخلہ ٹی وی پر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں صوفی محمد گرفتار نہیں ہوئے، تیسرا وزیر آتا ہے وہ کچھ اور کہہ دیتا ہے جس سے حالات میں confusion پیدا ہوتا ہے۔ بہت احترام سے، میں سارے وزرا صاحبان کو کہنا چاہتی ہوں کہ اپنے اندر coordination پیدا کریں and before you go before the media آپ اپنی discussions کریں اور یہ بتائیں کہ آپ نے کیا چیز release کرنی ہے اور کیا نہیں کرنی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی agreement ہوتا ہے that goes to the Cabinet
تو پھر پارلیمنٹ کی کیا ضرورت ہے ہر agreement جیسے افغان trade transit agreement
ہوا وہ بھی Gas pipeline agreement ہوا، پارلیمنٹ میں نہیں آیا وہ کابینہ میں چلا گیا۔ اسی طرح
کابینہ میں چلا گیا I think, this is not fair. Why is the Parliament there? آپ
ان معاہدوں کو پارلیمنٹ میں لائیں اگر کوئی kickback نہیں ہیں اور ان میں کوئی خفیہ کھیل نہیں کھیلا
جا رہا تو you bring them before the Parliament, let the Parliament
decide. Let the Parliament discuss and then go ahead with it. ظاہر ہے
جب دس دماغ سوچیں گے اور اپنی اپنی رائے دیں گے تو وہ ایک بہتر صورت ہوگی اور حکومت کو اپنے
اوپر الزام لینے کی ضرورت نہیں ہے they can always tell the foreign powers that
ہماری پارلیمنٹ کا یہ فیصلہ ہے and then you have to stick to it.

جناب چیئرمین: آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: ٹھیک ہے جناب۔ آپ دوسروں کو اتنی لمبی باری دے دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے خود کہا تھا کہ میں چار منٹ لوں گی۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: میں اپنے دام میں خود پھنس گئی۔ I am so sorry
جناب والا! اب میں کچھ IDPs کے بارے میں عرض کروں گی کہ ان کے بارے میں یہ ضرور کہا جاتا ہے
کہ انہیں پہلے سے اطلاع دیتے تاکہ ان کا بندوبست ہوتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایسی چیزوں میں secrecy
رکھنا بہت ضروری ہے۔ کیا پتا پہلے سے ہی لوگ بھاگ جاتے اور اس علاقے میں آپ کو اتنی کامیابی نہ ہوتی
بہرحال حکومت کو اپنے طور پر کچھ نہ کچھ انتظام کر کے رکھنا چاہیے تھا۔ اب ایسا نہ ہو کہ جن لوگوں کو آپ
طالبان سے بچا کر لائے ہیں وہ ناسازگار حالات دیکھ کر کہیں خود ہی طالبان نہ بن جائیں۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا،
اب ہمیں ان کی rehabilitation کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اس کے لیے infrastructure
develop کریں۔ سڑکوں وغیرہ کی تو بعد کی بات ہے اگر انہیں basic amenities like
gas, electricity and water جو وہاں پر اس وقت موجود نہیں ہے وہ ان کو مہیا کی جائیں اور اس
کے بعد انہیں نقل مکانی کے لیے کہا جائے کہ وہ واپس اپنے ٹھکانوں پر جائیں۔ اس سے پہلے اگر وہ اپنے
ٹھکانوں پر جائیں گے تو پھر negativity ان کے اندر آئے گی۔ وہ ویسے ہی بڑے دکھی لوگ ہیں اور وہ

سوچیں گے کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا تو پہلے آپ یہ ساری بنیادی چیزیں فراہم کریں اس کے بعد ان کو جانے کے لیے کہیں جیسا کہ زلزلے کے زمانے میں آپ نے housing facility دی تھی۔

جناب والا! میری آخری بات یہ ہے کہ مسلم ممالک نے ہماری مدد نہیں کی، فلاں ملک نے بھیک نہیں دی۔ بات یہ ہے کہ حکومت کی کوئی credibility نہیں ہے، حکومت کو کوئی credible نہیں سمجھتا۔ وہ آپ کو پیسہ نہیں دینا چاہتے ان کو شک ہے کہ یہ پیسہ غلط ہاتھوں میں جائے گا اور غلط جگہ استعمال ہوگا۔ ان کو آپ پر اعتماد نہیں ہے۔ نہ ہی مسلم دنیا کا آپ پر اعتماد ہے اور نہ ہی کسی اور power کو اعتماد ہے وہ آپ کی مدد goods کی شکل میں کرنا چاہتے ہیں، وہ آپ کو cash کی شکل میں نہیں دینا چاہتے تو یہ حکومت اور ہم سب کے لیے شرمندگی کی بات ہے۔ حکومت اپنی credibility بنائے اور بعد میں ہم یہ باتیں کریں۔ میں جناب اسحاق ڈار صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے پانچ کروڑ روپے چندہ دیا اور میں شرم دلاتی ہوں ان بڑے بڑے سرمایہ اور پیسہ رکھنے والوں کو جو اپنی اتنی بڑی income and accounts سے کچھ پیسہ IDPs کے لیے نہیں دے سکتے بلکہ کشکول لیے باہر پھرتے ہیں۔ Thank you sir.

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔

Thank you. Now, there is a Call Attention Notice at serial No. 13 in the name of Senator Mrs. Gulshan Saeed. You please give brief statement

تاکہ منسٹر صاحب اس کا reply دے دیں۔

Call Attention Notices

Trade Between India and Afghanistan Through Pakistan

Senator Gulshan Saeed: I intend to draw the attention of the Government of Pakistan and of this august House, towards the following matter of great national and public importance.

India is trading with Afghanistan through Pakistan, which is totally full of risk towards the Economy and National security of our country. India is being facilitated in this regard which is totally

against the country's sovereignty as India is continuously interfering in our National, Public and Economic Affairs like Water issue, that India is planning to build a Dam on River Jehlum by violating the Water Treaty Pact, signed by India and Pakistan and don't want to keep friendly relations with Pakistan.

The House may discuss the urgent matter of national and public interest and prior permission may be taken by the Senate, in the coming Senate Session, in this regard.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ .Thank you اب منسٹر صاحب، آپ کوئی statement دے دیں۔ جی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: میں اس بات کو مزید آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ اتنا اہم ایشو ہے کہ اس پر صرف Calling Attention Notice سے کام نہیں ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر full–fledged debate ہونی چاہیے House میں کیونکہ جو پاکستان کے دریا بند کر دیے گئے ہیں اور مزید جتنے ڈیمز بنائے جا رہے ہیں۔-------

جناب چیئرمین: آپ Motion لے آئیے گا۔ ابھی تو Call Attention Notice ہے اس کو تو ہم dispose of کر دیں ناں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: یہ ضرور کریں مگر اس کے بعد کوئی دن ایسا مقرر کیا جائے جس پر full–fledged debate ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب۔

Nawabzada Malik Amad Khan (Minister of State for Foreign Affairs): Thank you Mr. Chairman. Sir, for the information of the honourable Senator and the House, I would like to state that Pakistan announced the transit of Indian goods from the Karachi Port to Afghanistan and as regard as the transit from Wahga, there is nothing right now. And as regard is the MOU that was signed, it was a pure misconception because it was reported and then there was a cry that it has been done to facilitate India. I have the text

of the MOU with me right now. There is no mention of India whatsoever. It clearly says that the two countries; we will keep meetings and we will make amendments to the existing trade agreement which was signed in 1955 and whatever is finalized, obviously, it will not be such as it will be harmful to our economic side in the country and also it will not compromise to the security of the country.

As regard as the other issue which is not mentioned in the Calling Attention Notice but I just like to briefly talk about it. As regard the Jehlum River issue, the construction of Wuller Barrage. This has been under discussion in the composite dialogue which was held with India and we had a number of meetings but for the time being both countries have not resolved anything and after the Mumbai incident as we all know that composite dialogue process was stopped. However, as desired by the honourable Senator whenever and at whatever stage we want to hold a debate and even if right now someone wants the detail I can respond. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Now, there is another Call Attention Notice at serial No. 14 in the name of Senator Mian Raza Rabbani. Please make a brief statement.

Privatization of Pakistan Railways

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, first, I move the Call Attention Notice to draw the attention of the Minister for Railways to a matter of sufficient public importance regarding intention of the Government to privatize the Pakistan Railways or any of its services.

جناب چیئرمین صاحب! یہ بات کچھ عرصے سے سامنے آرہی ہے کہ حکومت کے اوپر بین الاقوامی مالیاتی سامراج کے جو ادارے ہیں ان کا دباؤ ہے کہ پاکستان ریلویز کو privatize کیا جائے اور جیسے PTCL and KESC کو کیا گیا ہے اسی نہج کے اوپر ریلویز کو بھی کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان ریلویز کو privatize نہیں ہونا چاہیے کیونکہ پاکستان ریلویز پاکستان کا ایک strategic asset ہے اور یہ strategic asset اس طرح بھی بنتا ہے کہ اسی کے ذریعے war time میں اور war time کے علاوہ پاکستان میں جو troops movement ہے یا military equipments کی movement جو ہے وہ پاکستان ریلویز کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! اس کے ساتھ ساتھ جو پاکستان کا فیول ہے وہ کراچی سے up-country بھی ریلویز کے ذریعے ہی جاتا ہے اور اگر اس کی نجکاری ہوئی اور یہ private ہاتھوں میں گیا اور غیر ملکیوں کے ہاتھوں میں گیا تو جو حشر ہم نے KESC کا دیکھا ہے اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے۔

دوسری بات جو میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ریلویز کی نجکاری اس لئے بھی نہیں ہونی چاہیے کہ خاص طور پر صوبہ بلوچستان کے اندر، پشتونخواہ کے اندر، صوبہ سندھ کے اندر اور صوبہ پنجاب میں بھی جو far flung areas ہیں ان کو ریلویز کی ضرورت ہے، جہاں پر ابھی ریلویز نہیں پہنچی یا پہنچی بھی ہے تو اس کو اب discontinue کر دیا گیا ہے، ان areas کو تو پھر بالکل محروم کر دیا جائے گا کیونکہ جو بھی سرمایہ دار یا جو بھی غیر ملکی آئے گا وہ obviously ان areas کو non-profitable declare کرے گا اور اپنے capitalistic ذہن کو مد نظر رکھتے ہوئے ان far flung areas کو ریلویز کی سہولت اور communications کی سہولت نہیں پہنچائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین صاحب! ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کچھ ریلوے کی services جن کو privatize یا out source اس وقت کیا گیا ہے وہ مکمل طور پر ناکامی کا سامنا کر رہی ہیں۔

اس کے ساتھ ایک اور بڑی اہم بات جناب چیئرمین! سامنے آتی ہے کہ ریلویز کے پاس نہایت ہی قیمتی properties ہیں اور lands ہیں۔ ہمارا past کا جو experience privatization کا رہا ہے، ہم نے دیکھا ہے کہ حبیب بینک کی property, PTCL and KESC کی properties جو ہیں they were sold for a sum یعنی جو پیسے سرمایہ دار

نے یا غیر ملکی capitalist نے دیے وہ وہاں کی ایک یا دو properties کی قیمت کو بھی پورا نہیں کرتے تھے اور ریلویز کے پاس ایک بہت vastو track of properties and lands ہے اور اس بات کا خدشہ ہے کہ اگر ریلویز کو privatize کیا گیا تو یہ بھی وہی راستہ اختیار کرے گا۔ اس کے بعد جناب چیئرمین صاحب! جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ ریلویز اس وقت شاید one of the biggest employers ہے اور اگر ریلویز کو privatize کیا گیا تو وہ تمام کم تنخواہ والے بے روزگار ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو موٹے موٹے سرمایہ داروں کے پٹھو ہوتے ہیں، جن کے اپنے heavy pay packages ہوتے ہیں ان کو privatization میں suffer کرنا نہیں پڑتا لیکن جو کم تنخواہ والے لوگ ہیں ان ورکرز کے اوپر axe گرے گا اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے کوئی نہیں ہو گا۔ ایک بات۔

دوسری بات I am just winding up in two minutes. دوسری بات جناب چیئرمین صاحب! یہ ہے کہ وہاں پر ریلویز کے کوارٹرز ہیں۔ ان کوارٹرز میں کچھ مزدوروں کو رہنے کے لئے جگہ دی ہوئی ہے۔ اگر privatize ہو گیا تو ان کوارٹروں کی maintenance بھی ختم ہو جائے گی، ان کا میڈیکل بھی ختم ہو جائے گا یعنی ریلویز کے غریب محنت کش کے لئے یہ بالکل death mail ہو گی اگر اس کو privatize کیا گیا۔ لہذا یہ ایک اور وجہ ہے کہ اس کو privatize نہ کیا جائے۔ جناب چیئرمین! صرف دو points ہیں اور پھر منسٹر صاحب اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

دوسرا point یہ ہے کہ اس کا burden جو ہے in terms of fares increase وہ burden جو ہے وہ common آدمی پر آکر گرے گا کیونکہ جو سرمایہ دار اس کو لے گا وہ اپنے profit کو maximize کرنے کے لئے fares کو بڑھائے گا اور وہ کہے گا یہ کہ جی میں بہتر سروس دے رہا ہوں۔ KESC میں ہم نے دیکھا کہ جب اس کو privatize کیا گیا تو کہا گیا کہ یہ سسٹم کو بہتر کریں گے۔ یہ 361 بلین in the system ڈالیں گے لیکن ہم نے دیکھا کہ اس غیر ملکی سرمایہ دار نے ایک cent آج دن تک KESC کے system میں invest نہیں کیا۔ لہذا یہی چیز یہاں پر ہو گی۔ Fares increase ہو جائیں گے، service وہی رہے گی اور بوجھ عام آدمی پر پڑے گا۔ آخر میں، میں یہ بات آپ کے توسط سے ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ دنیا کو اس وقت دیکھیں، دنیا میں جہاں جہاں privatization کی گئی، جن ممالک میں، جن سرمایہ دار ممالک میں privatization کی گئی ان ممالک میں privatization کی پالیسی اب ناکام ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے

اور اس کو وہ اب ترک کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئر مین! اگر آپ دیکھیں کہ جو موجودہ global recession اس وقت سامنے آیا ہے اس نے تو اس بات کو prove کر دیا ہے کہ جو deregulation کی پالیسی تھی وہ ناکام ہوئی اور اب state کو خود امریکہ جیسے ملک میں، برطانیہ جیسے ملک میں interfere کرکے funds inject کرنے پڑ رہے ہیں into banks and other institutions to keep them afloat. لہذا جو ہمارے ongoing institutions ہیں ان کو ہم خود بہتر بنائیں بجائے اس کے کہ ان کو غیر ملکیوں کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: میں مکمل طور پر، لفظ بہ لفظ ان کی تائید کرتا ہوں اور اس میں اضافہ یہ ہے جناب والا! کہ آج کے حالات میں ثابت ہو گیا ہے کہ تمام دنیا میں، آپ یورپ جائیں، دوسرے ممالک جائیں، Railways اور دوسرے تمام public sectors میں اور مجموعی طور پر جو private sector ہے transport کا اس کو control کرنے کے لیے public sector Railway کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ جناب والا! تو اس حوالے سے میں مکمل طور پر تائید کرتا ہوں۔ بلکہ میں ایک بات پر حیران ہوا کہ مجھے کبھی بھی یہ علم نہیں تھا کہ وہ privatize ہو رہا ہے جیسا کہ ہمارے دوست نے کہا ہے کہ وہ اچانک sale پر آ گیا ہے۔

جناب چیئر مین: چلیں آپ کی بات آ گئی ۔ .Your point has been made مندوخیل صاحب! آپ کا point آ گیا ہے۔ جی صابر بلوچ صاحب۔ کیا آپ نے کچھ add کرنا ہے۔ مندوخیل صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ جی صابر بلوچ صاحب آپ نے کچھ add کرنا ہے۔ مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب چیئر مین! ریلوے سوسائٹی کے lower segments کے لیے سب سے بڑی پبلک سروس ہے۔

جناب چیئر مین: نہیں آپ اس کی تائید کرتے ہیں۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: یہ ایک iron bond ہے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ -----

جناب چیئر مین: رضا ربانی صاحب نے تفصیل میں بات بتا دی ہے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! آپ ہندوستان کی مثال لے لیں۔ ہندوستان میں اس وقت ریلوے کا نظام دنیا میں سب سے زیادہ ماڈرن اور سب سے زیادہ کامیاب سسٹم ہے۔ پچھلے سال وہاں پر پانچ بلین ڈالر کا انہیں منافع ہوا ہے۔ اب اگر ان patterns کو دیکھا جائے، ان چیزوں کو سمجھا جائے، ان باتوں کو دیکھا جائے تو پاکستان میں بھی-----

جناب چیئرمین: صابر صاحب اذان ہونے والی ہے آپ کا پوائنٹ ہو چکا ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب غلام احمد بلور (وفاقی وزیر برائے ریلوے): جناب والا! جو انہوں نے بات کی وہ کسی حد تک ٹھیک بھی ہے کہ کیبنٹ کمیٹی بنائی گئی ہے جو ریلوے کی پرائیویٹائزیشن کے متعلق غور و خوض کرے گی لیکن as a minister میں یہ کہوں گا کہ ریلوے private ہو نہیں سکتی نہ ہو گی جن کو شوق ہے وہ پورا کر لیں۔

(تالیاں)

جناب غلام احمد بلور: سیدھی سیدھی بات ہے جیسے میرے بھائیوں نے کہا کہ اس میں 80,000 ہزار سے 85000 ہزار تک لوگ سروس کر رہے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے وقت میں اگر یہ privatization میں جائے گی تو یہ بہت بری بات ہے کیونکہ یہ پیپلز پارٹی کے اپنے منشور کے خلاف ہوگا۔ جب جناب بھٹو صاحب تشریف لائے تھے انہوں نے جب take over کیا تو سب سے پہلے وہ بہت سی چیزوں کو public sector میں لائے یہاں تک کہ دھان کی چھوٹی ملیں بھی اور فلور ملیں بھی، ان کو بھی وہ public service میں لائے۔ اب اس کو privatize کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بہت مشکل ہے صرف اتنی سی بات ہے۔ میرے جیسے بھائی نے کہا کہ انڈیا منافع میں گیا، انہوں نے پانچ ارب روپے منافع کمایا اور پاکستانی ریلوے نقصان میں جا رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس ریلوے کو 1970 کے بعد ignore کیا گیا۔ اب اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ جو آپ کے سامنے بجٹ آرہا ہے اس میں ریلوے کے لیے گیارہ بلین کی allocation ہے اور road transportation کے لیے 40 بلین تو ریلوے کیسے چلے گی۔ میں آپ سے یہی کہوں گا کہ میں نے احتجاج وہاں پر بھی کیا تھا اور یہاں پر بھی کہتا ہوں کہ ریلوے چل سکتی ہے اگر ریلوے کو بنایا جائے۔ ریلوے کا بیڑہ غرق ہے۔ پرانی پٹریوں پر گاڑی چل نہیں سکتی۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ گاڑیاں derail ہو جاتی ہیں۔ ہمارے پاس نئی پٹریاں نہیں ہیں، نئے locomotive نہیں ہیں۔ ریلوے میں

بہت بڑی investment نہیں ہے۔ ریلوے میں بہت بڑی investment کی ضرورت ہے۔ اس میں کچھ لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ایک آدمی نے تجویز دی تھی کہ ریلوے کو ختم کر دیں اور دریائے سندھ کو استعمال کریں، اس میں آپ چلیں۔ میں بڑی معذرت سے کہوں گا کہ مولانا صاحب پندرہ سو سال پیچھے جاتے ہیں اور ہمیں اڑھائی ہزار سال پیچھے لے جا رہے ہیں کہتے ہیں سکندر اعظم نے اس میں سفر کیا تھا۔ کچھ لوگوں کو ویسے ہی بات کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ کمیٹی بنائی گئی ہے لیکن اب تک وہ کمیٹی یہ نہیں کر سکی کہ ریلوے کے کون سے حصے کو privatize کیا جائے۔ دوسری جو سب سے بڑی بات ہے میں اپنے بھائیوں، رضا ربانی صاحب کو اگر اجازت ہو تو پڑھ کر بتا دوں۔

جناب چیئرمین: جی ضرور، ضرور۔

Mr. Ghulam Ahmed Blour: I may point out that any physical decision regarding Railway will be approved through Council of Common Interests.

سی سی آئی کے بغیر ریلوے کا فیصلہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ ابھی تک تو CCI بنی ہی نہیں، جب CCI بنے گی، جب وہ بیٹھیں گے اور پھر وہ فیصلہ ہوگا اور انشاء اللہ ابھی یہ مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ لوگوں کا شوق ہے مگر مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ہوگا نہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ وزیر صاحب۔ جی میاں صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میرا ایک سوال ہے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب کا سوال ہے پہلے ان کو کر لینے دیں۔ جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وزیر صاحب نے بار بار ایک کمیٹی کا ذکر کیا ہے۔ وہ کمیٹی کس نے بنائی ہے، اس کے ممبران کون ہیں یہ ہمیں بتایا جائے کہ ایک کمیٹی بنی ہے جس کا ذکر وزیر صاحب نے بار بار کیا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں رضا صاحب آپ بھی سوال کر لیجیئے تاکہ ایک ساتھ جواب دے دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میرا افاضل وزیر صاحب سے سوال ہے کہ پچھلے پچیس یا تیس سال سے لیبر کا ریفرنڈم ریلوے میں نہیں ہوا۔ مزدوروں کا یہ دیرینہ مطالبہ ہے اور موجودہ

coalitionحکومت اور وزیر اعظم نے ٹریڈ یونین کی بحالی کا بھی اعلان کر دیا ہے تو فاضل وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ سوائے اس سیکشن کے جس میں essential services لگی ہوئی ہیں دوسرے سیکشن میں کیا یہ ریفرنڈم کروانے کے لیے تیار ہیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ہمایوں صاحب پہلے ان کا جواب دے لینے دیں پھر سوال کر لیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب والا! یہ جو ریلوے کی پراپرٹی فروخت ہونے جا رہی ہے ، اس سے ملک کو کتنا نقصان ہوگا۔ اس کے بارے میں وہ بتائیں کہ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے۔ اس وقت جب پراپرٹی کی قیمت بہت کم ہے ، اس کو آرام سے کسی اور وقت کیوں نہیں کر لیا جاتا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب آپ ان کا briefly جواب دے دیجیئے گا۔

جناب غلام احمد بلور: نہیں، نہیں میں تو لمبی بات کرتا ہی نہیں۔ یہ جو انہوں نے پراپرٹی کی بات کی ہے مدت سے یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں، آپ اپنی پراپرٹی کو بیچ کر کام چلائیں۔ اس پر ہم نے ٹینڈر مانگے ہیں، نیلام کے لیے نہیں جائیں گے، ٹینڈر مانگیں گے۔ اگر ہماری bids کے مطابق ٹینڈر نہیں آئے تو نہیں دیں گے۔ اگر bids کے مطابق آئے تو دے دیں گے۔

ٹریڈ یونین کے بارے میں یہ ہے کہ ابھی جو main line ہے اس پر ٹریڈ یونین پر پابندی ختم نہیں ہوئی۔ جو ہمارے carriages وغیرہ ہیں ان پر پابندی ختم ہوئی ہے۔ اس کے لیے ہم ہر وقت تیار ہیں، مجھے خوشی ہوگی اگر اس میں نئے انتخابات ہوں ۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب کا بھی سوال تھا۔

جناب بشیر احمد بلور: انہوں نے-------------------

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

Mr. Chairman: Thank you. The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 9th June, 2009 at 05:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again at 05:00 p.m. on Tuesday 9th June, 2009]